سوانح

مخدوم ملت سید عظیم الدین وارثی

مصنف

مفتی عبدالحکیم نوری

ناشر

خانقاہ شریف متصل مسجد شیخ سرور شہر باندہ (یوپی) انڈیا

نام کتاب : ....سوانح مخدوم ملت سید عظیم الدین وارثی

مصنف: ....مفتی عبدالحکیم نوری

اشاعت : ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۳ء

صفحات : ....

کمپوزنگ : ....محمد ارشاد احمد مصباحی

دارالعلوم مخدومیہ جوگیشوری 9833844851

پروف ریڈنگ : ....مولانا محمد احمد مصباحی غازیپوری

ہدیہ : ....

ناشر : ....خانقاہ شریف متصل مسجد شیخ سرور باندہ یوپی

فہرست مضامین

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ

شرف انتساب

داعیٔ اسلام حضور سیدنا بدیع الدین مدار حلبی علیہ الرحمہ

کے نام

جن کی کاوشوں سے روحانیت کی بہاریں ہیں

نیازمند

عبدالحکیم نوری

۳/شوال المکرم ۱۴۳۴ھ

تمہید

حضور مخدوم ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سے میری پہلی ملاقات ماہم شریف ممبئ میں ہوئی۔ ہوا یوں کہ میں نوری مسجد سی.ایس.ٹی روڈ، کالینہ میں نماز ظہر ادا کرنے کے بعد مسجد سے نکلا ہی تھا کہ حضرت مولانا سیدنا ریحان صاحب قبلہ کا فون آگیا کہ میرے گھر ایک پیر صاحب تشریف فرما ہیں میری والدہ محترمہ نے بریانی اور حلوہ تیار کر کے فاتحہ دلا دیا ہے اگر آپ آجاتے تو بہتر ہوتا۔ میرے ساتھ مولانا ابراہیم اور حافظ مقبول تھے۔ ہم تینوں کھانے کی تیاری کرنا ہی چاہ رہے تھے کہ حضرت سیدنا کا فون آگیا، میں نے جواباً عرض کیا کہ اگر دونوں طرف کی ٹیکسی کا کرایہ برداشت کر سکیں تو ہم لوگ دعوت قبول کرنے کو تیار ہیں ۔ حضرت سیدنا نے قبول کرلیا تو ہم لوگ پہونچ گئے ۔ وہاں ایک نحیف ونا تواں بزرگ جن کا وزن ۳۵؍کلو سے زائد نہ رہا ہوگا، جلوہ افروز تھے۔ ہم لوگ رسمی طور پر سلام ودست بوسی کرنے کے بعد دستر خوان کی طرف بڑھ گئے ۔ بلاشبہہ کھانا لاجواب تھا۔ فراغت کے بعد سلام ودست بوسی کیا اور واپسی کے لئے روانہ ہونا ہی چاہ رہے تھے کہ سیدنا نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آپ کو دو جلسوں کے لئے مدعو کرنا چاہتے ہیں، اگر تاریخ خالی ہو تو دعوت منظور کر لیجئے۔ میں نے منظوری دے دی۔ یہ پہلی ملاقات کی تفصیل ہے۔

دوسری ملاقات:۔ گھر سے لکھنؤ، کانپور ہوتے ہوئے باندہ پہونچا۔ خانقاہ معلّٰی کے سامنے گڈن بھائی کے مکان کی اوپری منزل میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد گڈن بھائی نے حضور مخدوم ملت کی تعریف وتوصیف کچھ اس ڈھنگ سے کی کہ میں حیران رہ گیا، گڈن بھائی ان کے مرید ہوتے تو میں ان کی باتوں پر یقین نہ کرتا۔ اس لئے کہ دور حاضر میں اکثر مریدین اپنے پیروں کی تعریف کچھ اس ڈھنگ سے کرتے ہیں کہ ان کے مرشد غوثیت وقطبیت کے مقام پر فائز ہیں، جبکہ وہ طریقت کے ابجد سے بھی ناواقف

ہوتے ہیں۔

گڈن بھائی ابوالعلائی ہیں اور آگرہ کے کسی شیخ طریقت سے بیعت وخلافت سے سرفراز ہیں اور حضور مخدوم ملت کے آستانہ کے سامنے ان کا مکان ہے۔ گویا کہ سب سے زیادہ قریبی پڑوسی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں ان کی زبان سے سنے ہوئے الفاظ سے حیران وششدر رہا۔

شام ہوئی تو حضور مخدوم ملت کے ہمراہ نرینی کے لئے روانہ ہوا۔ نرائنی باندہ سے تقریباً ۳۵؍کلومیٹر دور واقع ہے۔ وہاں قبل عشاء علماء وشعرا کو کھانا کھلانے کے لئے منتظمین تیار تھے۔ پر تکلف کھانا سبھوں نے شکم سیر ہو کر تناول کیا۔ میری نظر پورے طور پر حضور مخدوم ملت کی طرف تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضور والا چھوٹی پلیٹ میں ایک چمچہ شوربا لے کر روٹی کا ایک ٹکڑا ڈبو دیا۔ حاضرین جم کر کھاتے رہے اور حضور والا آہستہ آہستہ حاضرین کا ساتھ دیتے رہے۔ کھانے سے فراغت کے بعد وضو کیا اور باجماعت عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد جلسہ میں تشریف لے گئے۔ جلسہ حضور والا کی صدارت میں تھا۔ تین بجے رات میں جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ آپ جلسے کے آغاز سے اختتام تک موجود رہے۔ قیام گاہ پر تشریف لانے کے بعد مصلّٰی بچھا کر نماز تہجد ادا کی اور نماز فجر کے بعد ایک بسکٹ چائے میں ڈبو کر نوش فرمایا اور باندہ آکر تقریباً آدھا گھنٹہ مسند پر ٹیک لگا کر آرام فرمایا۔

چونکہ دوسرا جلسہ باندہ آستانہ شریف کے سامنے ہوا اس میں صدارت کے علاوہ کچھ اور ذمہ داریاں تھیں پھر بھی معمولات کی ادائیگی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ میں اس لئے متاثر ہوا کہ میں نے اپنے پیرومرشد سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے علاوہ کسی اور کو اس طرح معمولات پر عمل پیرانہ پایا۔ میرے مرشد گرامی کی صدارت یا سرپرستی میں جو جلسہ ہوتا اس میں آغاز سے اختتام تک موجود رہتے۔ جلسہ کے بعد مصلّٰی بچھا کر تہجد ادا کرتے۔ حضور مخدوم ملت جلسہ میں باوضو اسی طرح رہے جس طرح میرے مرشد گرامی۔ بعد نماز عشاء

سے تین بجے رات تک باوضو رہنا اور اسی وضو سے نماز تہجد ادا کرنا معمولی بات نہیں۔ چونکہ خوراک نہ کے برابر تھی اور دل ذاکر تھا اس لئے وضو برقرار رہتا۔

تیسری ملاقات:۔ مارہرہ شریف میں عرس نوری میں شرکت کے بعد باندہ حضور مخدوم ملت کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ لطف وعنایت سے نوازنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ تصنیف وتالیف کو اپنا معمول بنالیجئے اور تعویذ نویسی میں اپنا وقت برباد نہ کیجئے میں نے عرض کیا کہ کچھ ضرورت مند علماء وعوام میرے پاس آتے ہیں، ٹالنے کی کوشش کے باوجود تعویذ، فتیلہ دینا پڑتا ہے۔ یہ سننے کے بعد تقریباً پچاس تعویذ وفتیلہ مجھے یہ کہہ کر عنایت فرمایا اس کی فوٹو کاپی کرالیجئے، ضرورت مندوں کو عنایت فرماتے رہیں، انشاء اللہ وہی اثر رہے گا جو قلم سے لکھنے سے ہوتا ہے۔

سلام ودست بوسی کے بعد چند دنوں کے لئے ممبئی گیا وہاں یہ پریشانی رہی کہ علماء، ائمہ بانگی صاحبان مختلف محلوں سے آتے رہے بجائے اس کے کہ مجھے تصنیف وتالیف اور مطالعہ کے لئے فرصت ملتی، حضور والا کی عنایت کردہ تبرکات سے اور مصروف ہوگیا۔ مجبوراً چند علماء کو حضور والا کی عنایت کردہ تبرکات کو تقسیم کرکے بہت حد تک اپنے کو بچالیا۔

آخری ملاقات:۔ کافی عرصہ بعد ہوئی اس لئے کہ میں چلنے کے لائق نہ تھا۔ ۱۱/اگست ۲۰۰۹ء کو انسانیت کے دشمنوں نے میرے اوپر قاتلانہ حملہ کردیا تھا۔ کافی دنوں تک بیہوش رہا، سر کے آپریشن کے بعد داہنا پیر اور ہاتھ کسی کام کے لائق نہ رہے۔ میرے احباب نے جب حضور مخدوم ملت کو مطلع کیا تو حضور والا نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس حادثے سے مرنے کی بات نہ کرو۔ انشاء اللہ جیسے تھے ویسے رہیں گے۔ حضور والا کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ سر پر ۳۳/ٹانکوں کے باوجود ذہن ودماغ بالکل متاثر نہیں ہیں بلکہ ذہن وفکر کی جولانی تیز تر ہوگئی ہے۔ حضور والا کی روحانیت کا فیضان یہ ہے کہ جنوری ۲۰۱۳ء میں ''سیرت امام اعظم'' اور جون میں ''وسیلہ وشفاعت'' نامی کتابیں چھپ چکی ہیں

اور ایک کتاب کمپوز ہورہی ہے اور دو کتابیں زیر ترتیب ہیں۔ بایں ہمہ اب تک زیر علاج ہوں۔ ڈاکٹروں نے تنہا سفر کرنے سے منع کیا ہے۔ بعد نماز عشاء موبائل بند کرکے سوجاتا ہوں۔

اچانک ایک رات نیند نہ آنے کی وجہ سے موبائل بند نہ کیا۔ ایک بج گیا۔ نیند نہ آنے کے ساتھ بے چینی بڑھتی رہی، ٹھیک ڈیڑھ بجے موبائل کی گھنٹی بجی تو باندہ سے گڈن بھائی نے بڑے دردناک آواز میں مطلع کیا کہ حضور والا دنیا سے رخصت ہوگئے۔

صبح ہوئی اور پہلی بار تنہا سفر کرکے چوبیس گھنٹہ بعد باندہ آستانۂ مقدس پر پہونچا۔ حضور والا نہایت اطمینان سے لیٹے ہوئے تھے۔ چہرہ پہلے سے زیادہ روشن ومنور تھا۔ قدم بوسی سے مشرف ہوا اور یقین کامل ہوگیا کہ اولیاء اللہ چند لمحوں کے لئے موت کا استقبال کرتے ہیں۔ پھر ہمیشہ کے لئے ان کی موت مرجاتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے بدن کا کوئی حصہ سخت نہیں۔ بوقت غسل ہاتھ، پیر اور پیٹھ کو جدھر چاہتے گھمادیتے۔ کفن پہنادینے کے بعد پیشانی حساس وبشاش نظر آتی۔ دنیا میں آخری ملاقات کے بعد مجھے یقین کامل ہے کہ میدان قیامت میں فراموش نہ کریں گے۔

ع شاہاں چہ عجب گہ بنوازند گدارا

وجہ تالیف

حضور مخدوم ملت کی نماز جنازہ کے بعد میں نے اپنے احباب پر جو ذمہ داری عائد کی تھی سبھوں نے بطیّب خاطر قبول کرلیا مگر انہوں نے میرے اوپر ''سوانح'' لکھنے کی ذمہ داری عائد کی تھی تو میں نے اسے اپنی نجات کا باعث سمجھا۔ عرس چہلم گزر گیا ہر ایک نے اپنی ذمہ داری نبھادی۔ رہا میں تو چند ماہ بعد اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ حضور مخدوم ملت میری حقیر کاوش کو قبول فرمائیں گے۔

نیاز کیش
عبدالحکیم نوری
۳ر شوال المکرّم ۱۴۳۴ھ

باب اول

خاندانی حالات

حضور مخدوم ملت نسبی طور پر آل رسول ہیں۔ حضرت اما حسن مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے آپ کا سلسلۂ نسب ملتا ہے۔ اس لئے آپ اولادِ غوث الوریٰ سے ہیں۔ چونکہ سیدنا غوث اعظم جیلانی بغدادی علیہ الرحمہ والدگرامی کی طرف سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی ہیں۔

نسب نامہ

(۱) حضور سید المرسلین امام النبین سیدنا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم
(۲) بنت رسول ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
(۳) بن سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ — (۴) بن حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
(۵) بن سید عبداللہ محض رضی اللہ عنہ — (۶) بن سید عبداللہ موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ
(۷) بن سید موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ — (۸) بن سید داؤد رضی اللہ عنہ
(۹) بن سید محمد رضی اللہ عنہ — (۱۰) بن سید یحی الزاہد رضی اللہ عنہ
(۱۱) بن سید عبداللہ جیلی رضی اللہ عنہ — (۱۲) بن سید موسیٰ رضی اللہ عنہ
(۱۳) سید ابوصالح جیلی رضی اللہ عنہ
(۱۴) بن سید محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
(۱۵) بن سید عبدالرزاق رضی اللہ عنہ — (۱۶) بن سید ابوصالح قادری رضی اللہ عنہ
(۱۷) بن سید محمد قادری رضی اللہ عنہ — (۱۸) بن سید یحییٰ قادری رضی اللہ عنہ
(۱۹) بن سید نصراللہ قادری رضی اللہ عنہ — (۲۰) بن سید علی قادری رضی اللہ عنہ
(۲۱) بن سید حماد قادری رضی اللہ عنہ — (۲۲) بن سید محمود قادری رضی اللہ عنہ
(۲۳) بن سید نظام الدین قادری رضی اللہ عنہ — (۲۴) بن سید نوراللہ قادری رضی اللہ عنہ
(۲۵) بن سید فرزند احمد قادری رضی اللہ عنہ — (۲۶) بن سید آل احمد قادری رضی اللہ عنہ
(۲۷) بن سید زین الدین قادری رضی اللہ عنہ — (۲۸) بن سید حیدر ثانی قادری رضی اللہ عنہ

(۲۹) بن سید عبداللطیف قادری رضی اللہ عنہ — (۳۰) بن سید معمون احمد قادری رضی اللہ عنہ
(۳۱) بن سید عبدالمعبود سلطان قادری بغدادی رضی اللہ عنہ
(۳۲) بن سید مالکی مکی نبیرہ قادری — (۳۳) بن سید محمد عمر قلندر مدنی قادری رضی اللہ عنہ
(۳۴) بن سید محمد احمد طرطوشی قادری رضی اللہ عنہ — (۳۵) بن سید ولی اللہ قادری رضی اللہ عنہ
(۳۶) بن سید صبغۃ اللہ قادری رضی اللہ عنہ — (۳۷) بن سید محی الدین قادری رضی اللہ عنہ
(۳۸) بن سید فضل احمد قادری رضی اللہ عنہ — (۳۹) بن سید شہباز قادری رضی اللہ عنہ
(۴۰) بن سید غلام مصطفٰی قادری رضی اللہ عنہ — (۴۱) بن سید مفتی صفدر علی قادری رضی اللہ عنہ
(۴۲) بن سید مفسر القرآن محمد منیر اللہ میراں قادری رضی اللہ عنہ
(۴۳) بن سید محدّث عبداللہ شاہ مکی قادری رضی اللہ عنہ
(۴۴) بن سید آل رسول محمد مجدالدین حیدر ثانی قادری رضی اللہ عنہ
(۴۵) بن سید السادات حافظ سید کمال الدین ابدال چشتی رضی اللہ عنہ
(۴۶) بن سید مولانا عبدالرزاق ثانی رضی اللہ عنہ
(۴۷) بن سراج الاولیا محمد قطب الدین شاہ قادری وارثی رضی اللہ عنہ
(۴۸) بن مخدوم ملت حکیم سید عظیم الدین قادری وارثی رضی اللہ عنہ
(۴۹) بن سید احسان الحق قادری قطبی دام ظلہ العالی
(۵۰) بن مولوی سید محمد نورالحسن قادری چشتی صابری وارثی دام ظلہ العالی

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کے پینتیسویں پیڑھی پر حضور مخدوم ملت ہیں۔ اگر ان بزرگوں کا تفصیلی تذکرہ کیا جائے تو کئی جلدیں مرتب ہو جائیں گی اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا غوث اعظم، سیدنا کما الدین ابدال، سیدنا قطب الدین وارثی، کا ذکر کی سعادت حاصل کرر ہاہوں۔

تذکرہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضورسیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ علاقہ گیلان قصبہ نیف (جیل) میں ۴۷۰ھ میں حضورسیدنا ابوصالح رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے والد گرامی کو مدینہ کے سرکار حضور رحمت پروردگار ﷺ نے خواب میں بشارت دی "یاابا صالح اعطاک اللہ تعالیٰ ابنا صالحا وھو ولدی ومحبوبی ومحبوب اللہ سیکون لہ شان عال فی الاولیاء والاقطاب"

اے ابوصالح! تجھے اللہ تعالیٰ نے نیک بخت بیٹا عطا فرمایا ہے، جو میرا بیٹا، میرا محبوب اور رب کا محبوب ہے۔ ولیوں اور قطبوں میں عظیم الشان ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کرتی ہیں:

"آدھی رات گزر جانے کے بعد تہجد سے فارغ ہوئی۔ دیکھتی ہوں تو زمین و آسمان تک نور کا سماں ہے۔ پورا گھر نور کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ غیب سے آواز آتی ہے "آفتاب ولایت کے طلوع ہونے کا وقت آگیا ہے" کچھ دیر کے بعد معمولی درد ہوا اور عبدالقادر کی ولادت ہوئی۔ انوار و برکات کے ماحول میں سر کو سجدہ میں جھکا کر ننھی زبان سے سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد کرنے لگے۔

تعلیم و تربیت:۔ آپ نے جس ماں کی آغوش میں تربیت پائی وہ حضرت ام الخیر ہیں جو مستجابۃ الدعوات ولیہ کاملہ ہیں۔ اور جس باپ نے آپ کو انگلیاں پکڑ کر چلنا سکھایا وہ حضرت ابوصالح ہیں۔ جن کی پاکیزہ طبیعت نے آپ کے ظاہر و باطن کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ سیدنا ابوصالح کا اس دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد آپ کی پھوپھی حضرت عائشہ اور آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی پوری ذمہ داری کے ساتھ آپ کی تربیت فرماتے رہے۔

حضرت عائشہ ولیہ کاملہ مستجابۃ الدعوات تھیں۔ ایک بار جیلان میں قحط پڑا بارش کے لئے دعائیں کی گئیں مگر بارش نہ ہوئی۔ وہاں کے مشائخ نے متفقہ طور پر حضرت عائشہ سے دعائیں کرنے کی درخواست کی۔ حضرت عائشہ اپنے آنگن کو جھاڑ کر رب کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں: "یارب انی کنست فرش انت" اے میرے پروردگار میں نے جھاڑو لگا دیا ہے تو چھڑکاؤ فرمادے۔ اتنا عرض کرنا تھا کہ آسمان پر بادل چھا گیا اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ زمین پورے طور پر سیراب ہوگئی۔

یونہی آپ کے نانا جان حضرت عبداللہ صومعی علیہ الرحمہ جیلان کے صاحب ولایت وکرامت بزرگ تھے۔ شیخ محمد دارانی قزوینی کا فرمان ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے بیان کیا کہ ہم ایک قافلہ کے ساتھ تجارت کر رہے تھے۔ جب ہم صحرائے سمرقند میں پہونچے تو ڈاکوؤں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ ابھی وہ ہم پر حملہ کرنا ہی چاہتے تھے کہ ہم نے پریشانی میں باآواز بلند پکارا "یاابا عبداللہ الصومعی" اسی وقت ہم نے اپنے سامنے سیدنا عبداللہ صومعی کو موجود پایا۔ جو پکار رہے تھے "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰہُ تَفَرَّقِی یَا خَلِیلُ عَنَّا" ہمارا پروردگار پاک وصاف ہے۔ اے سوارو! ہم سے دور ہوجاؤ۔ یہ سن کر گھوڑ سوار ڈاکو ہم سے دور ہوگئے۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں منتشر ہوگئے۔ ہم نے اطمینان کی سانس لی۔ پھر ہم نے حضرت عبداللہ صومعی کو تلاش کیا مگر وہ ہمیں نظر نہ آئے۔ جب ہم جیلان واپس ہوئے تو پورا واقعہ لوگوں کو سنایا تو وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم شیخ ایک لمحہ کے لئے بھی ہم سے جدا نہ ہوئے تھے۔

والدین کریمین، پھوپھی، نانا، میں سے ہر فرد علم وفضل اور تقویٰ وطہارت میں یکتائے روزگار نظر آتا ہے۔ ان کی صحبت وتربیت میں پروان چڑھنے والا بچہ عام بچوں کی طرح کیسے ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ آپ جب کبھی کھیلنے کے لئے باہر نکلتے تو یہ غیبی آواز کانوں سے ٹکراتی "مالھٰذا خلقت" تم کھیل کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہو۔ یعنی تمہیں احیاء

دین کے پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمہیں اس قابل بننا ہے کہ تم دین اسلام کو حیات نو عطا کرسکو۔

ظاہر سی بات ہے کہ یہ عظیم کارنامہ تحصیل علم کے بغیر انجام نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ اعلیٰ تعلیم کے لئے والدہ محترمہ سے اجازت لینے کے بعد مرکز علم وفن بغداد مقدس کا دشوار گزار سفر اٹھارہ برس کی عمر میں طے کیا۔ علم فقہ، اصول فقہ، علم حدیث، علم تفسیر، علم کلام، علم ادب کے اساتذہ کی بارگاہوں میں زانوئے ادب تہہ کیا اور ہزار ہا پریشانیوں اور سختیوں کے باوجود محنت وجانفشانی سے علم حاصل کیا۔ اور اپنے دور میں علماء وفضلاء پر فائق ہوگئے۔ خود حضور سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں:

درست العلم حتی صرت قطبا

ونلت السعد من مولی الموالی

میں نے اتنا علم حاصل کیا کہ قطبیت کے مقام پر فائز ہوگیا۔ اور یہ نیک بختی میرے پروردگار کی مہربانیوں سے ہے۔

دینی خدمات:۔ جب آپ شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کے جامع ہوگئے تو دینی، علمی خدمات کے لئے ہر اس میدان کو اختیار کیا جس سے مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہوسکے۔ ''مدرسہ نظامیہ'' بغداد میں تدریس وافتاء کی خدمات کچھ اس ڈھنگ سے انجام دیا کہ جو بھی آپ کی بارگاہ میں شرف تلمّذ حاصل کرتا یکتائے روزگار ہوجاتا۔ اور فتویٰ نویسی میں وہ کمال حاصل تھا کہ آپ کے جواب باصواب کو دیکھ کر بڑے بڑے فقہاء دنگ رہ جاتے۔ جب کوئی مستفتی آپ کی بارگاہ میں آتا تو اپنی روشن ضمیری سے اس کے مذہب کا پتہ لگالیتے۔ وہ جس امام کا مقلد ہوتا اسی فقہ کے مطابق نہایت سرعت سے جواب عنایت فرماتے۔ میرے خیال سے یہ تفقہ اور چاروں مذاہب کے جزئیات کا عبور آپ کا خاصہ تھا۔ اس درجہ کا کوئی فقیہ پوری دنیا میں نظر نہیں آتا۔

کفر وضلالت اور فسق وفجور کا جنازہ نکالنے کے لئے آپ نے مجلس وعظ کا انعقاد کیا۔ آپ کی مجلس وعظ میں یہودی ونصرانی داخل اسلام ہوتے اور فسق وفجور کی تاریک وادیوں میں بھٹکنے والے تقویٰ وطہارت کے اجالوں میں منزل سلوک کے راہی ہوجاتے۔

آپ صحرائے بغداد سے گزرتے ہوئے جامع مسجد آرہے تھے تو راستہ میں ایک نحیف و ناتواں شخص نے آپ کو آواز دی ''اے عبدالقادر! مجھے اٹھادو'' آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جونہی کھڑا کیا وہ تندرست وتوانا نظر آنے لگا۔ جب آپ نے حیرت کا اظہار کیا تو اس نے عرض کیا کہ ''میں دین اسلام ہوں'' نہایت نحیف وناتواں ہوچکا تھا۔ آپ سے ہمیں حیات نونصیب ہوئی۔ لہٰذا آپ محی الدین ہیں۔

سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں جامع مسجد میں نماز سے فارغ ہوا تو لوگ عقیدت ومحبت سے میری دست بوسی کرتے۔ اور یا محی الدین کہہ کر پکارتے۔ جب کہ اس دن سے قبل مجھے کسی شخص نے اس لقب سے یاد نہیں کیا تھا۔

فرماتے ہیں:

انا الجیلی محی الدین اسمی

واعلامی علی راس الجبال

میں جیلان کا رہنے والا ہوں۔ میرا نام محی الدین ہے۔ اور میرا جھنڈا پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہا ہے۔

عبادت وریاضت اور دینی خدمات کے باعث رب ذوالجلال نے آپ کے مقام ومرتبہ کو اتنا بلند وبالا فرمایا کہ کوئی ولی، قطب، غوث بھی اسے سمجھنا چاہے تو سمجھ نہیں سکتا۔

خود فرماتے ہیں:

شربتم فضلتی من بعد سکری — ولانلتم علوی واتصال

مقامکم العلی جمعا ولکن — مقامی فوقکم مازال عال

اورایک موقع پررب ذوالجلال کے الہامی حکم پرآپ نے ارشادفرمایا"**قدمی هٰذه علی رقبة کل ولی الله**" میرایہ قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے۔رب ذوالجلال نے آپ کوتمام ولیوں کا سردار بنایا ہے۔ ہرشخص اپنی ولایت وکرامت میں آپ کامحتاج ہے۔ "**ذلک فضل الله یوتیه من یشاء**"

مختصرعلالت کے بعد ۵۶۱ھ میں آپ کا انتقال پرملال ہوا۔شہزادہ گرامی حضرت سیف الدین عبدالوہاب نے نماز جنازہ پڑھائی۔اولیاء،اقطاب واغواث شریک جنازہ رہے۔ بغدادمقدس میں آپ کامزار پرانوارزیارت گاہ خلائق ہے۔

تذکرہ غوث السالکین

سیدکمال الدین ابدال چشتی نظامی علیہ الرحمہ

ولادت:۔ حضورمخدوم ملت کے جدکریم ،غوث السالکین سیدشاہ کمال الدین ابدال علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت بمقام پانی پت یکم رجب المرجب ۱۰۴۰ھ بروز دوشنبہ ہوئی۔

تعلیم وتربیت:۔ والدگرامی قطب وقت غوث دوراں حضرت سیدشعیب علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمہ نے اپنے فرزندکی تعلیم وتربیت کاخصوصی انتظام فرمایا۔یہی وجہ ہے کہ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ حافظ الصحاح ستہ تھے۔قرآن وحدیث سے غایت درجہ شغف رکھنے کے ساتھ تفسیر وفقہ میں بھی باکمال تھے۔آپ مفسرقرآن اورعلامہ وقت کے نام سے مشہورومعروف تھے۔

بیعت وخلافت:۔ پانی پت کرنال کے شیخ طریقت قلندردوراں حضرت خواجہ سید بیشک علی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پراپناہاتھ دے کرسلسلۂ چشتیہ،نظامیہ میں بیعت

ہوئے۔پیرومرشدکی روحانیت کے فیضان سے نورعلی نورہوگئے۔مرشدگرامی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ نمازتہجدقضاہونے کا سوال ہی پیدانہیں ہوتا رات میں بارہ بجے بیدار ہوکرنماز تہجدادا کرتے۔نمازتہجد کے بعد ذکر یک ضربی تا چہارضربی اورشغل فاختہ،شغل قمری،شغل ہجرہ،شغل آفتابی وماہتابی،شغل پیراں ، حیات ابدالی، سلطان الاذکار، میں مشغول رہتے۔صائم الدہر رہتے۔تین دن بعد کھانا بطورسحری،وافطاری تناول فرماتے۔اگرکوئی مہمان تشریف لاتا تو اپنا کھانا اسے پیش کردیتے۔مسلسل روزہ اور شب بیداری کے باعث بدن نحیف وناتواں ہوگیا۔مگر پوراتن بدن نورانیت کے سانچے میں ڈھل گیا تھا۔ پیرومرشدسید بیشک علی قلندر نے اپنے مریدکوریاضت ومجاہدہ میں یکتائے روزگار پایا تو سلسلۂ چشتیہ،نظامیہ کی خلافت واجازت سے نوازا۔صرف اکیس ۲۱؍سال کی عمر میں مفسر قرآن اورعلامۃ الدہرکواپناخلیفۂ اعظم بنادیا۔**ذلک فضل الله یوتیه من یشاء**

سیاحت وزیارت

دوران سفرسائیں پورتشریف لے گئے تو جنگل و پہاڑی نظرآئی۔جب پہاڑی پر چڑھ گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں ایک نورانی صورت بزرگ نماز میں مشغول ہیں۔ جب لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ قطب الاقطاب،امام المشائخ حضرت سیدولی اللہ شاہ ہیں۔آپ فوراًاس بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے۔سلام و قدم بوسی کی تو قطب الاقطاب نے آپ کوعلم سینہ وعلم باطنی سے مالا مال کردیا۔

دوران سفرمتعدد بزرگان دین سے ملاقات کے بعد فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔مگر جوکچھ جہاں سے ملا اسے اپنے پیرومرشدسلطان الاولیاءحضورسید بیشک علی قلندر علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات کا کرشمہ تصور کرتے رہے۔ بلاشبہہ سید بیشک علی قلندر روحانیت کے تاجدار تھے۔عوام الناس میں رہ کرفیوض وبرکات کی موسلا دھار بارش کرتے

رہے اور کبھی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ۔ ایک مرتبہ مکمل ۲۱ رسال تک نگاہوں سے غائب رہے ۔قبر میں مدفون ہونے کے بعد انتقال فرمایا۔محلّہ مردن نا کہ تکیہ تنکہ شاہ داتا کےقریب مزارمقدس ہے۔

خدمات:۔ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ خدمت دین متین سے معمور ہے۔آپ کی صورت وسیرت کی کرشمہ سازی رہی کہ گنہگار،سیہ کارآپ کےقدموں کو بوسہ دے کرنیک اورصالح ہوجاتا۔سات سو،۷۰۰رسے زائد کافر کلمۂ طیبہ پڑھ کرداخل اسلام ہوئے۔سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کوفروغ دیا۔ چونکہ حافظ قرآن وحافظ صحاح ستہ ہونے کے ساتھ عظیم المرتبت فقیہ تھے۔یہی وجہ ہے کہ عظیم المرتبت علماء،فقہاءآپ سے بیعت کرنے کے بعد کتاب وسنت کی تبلیغ واشاعت کو اپنا مشن بناتے۔

چونکہ آپ متبع سنت تھے۔ خلاف شرع کوئی فعل سرزد نہ ہوتا ۔ اپنے مریدوں کوبھی شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کا ہنر رکھتے تھے۔ اپنے مریدوں پرکرم فرماتے تھے۔ اپنے مریدوں کوحضور سید عالمﷺ کی زیارت سے فیضیاب فرمادیتے تھے۔آپ کے فیوض وبرکات سے کئی سو طالب علم حافظ قرآن وعالم دین ہوئے۔آپ نے متعدد مریدوں کوحج بیت اللہ کاشرف بخشا۔روحانی قوت سےایک ہی رات میں ہندوستان سے مکہ شریف پہونچادیا۔جب لوگ حج کرنے کے بعد واپس ہوتے تو آپ کوتبرکات پیش کرتے۔آپ نے اپنے دست مبارک سے بہت سی کتابیں تحریر کیں۔آپ کاقلمی قرآن پاک بطورتبرک آج بھی موجود ہے۔

کرامت:۔ یوں تو آپ کی زندگی کا ہرلمحہ کرامت ہے۔اس لئے کہ ولی کی کرامت شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔تلاوت قرآن کے ساتھ اورادووظائف اور کثرت درود پاک کی وجہ سےآپ کا روئے زیبا منور ومجلّیٰ ہوگیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ پیرو مرشد سید بیشک علی شاہ آپ کونورشاہ ابدال کہتے تھے۔جب آپ تلاوت قرآن پاک کرتے

تو لگتا تھا کہ ہوا ساکن اور موجیں خاموش ہوگئی ہیں۔ چرند وپرند قرأت سن کر بیہوش ہو جاتے اور کفار ومشرکین مشرف باسلام ہوجاتے۔

ایک مرتبہ دس بجے رات میں چند مہمان تشریف لائے۔کھانا اتنا تھا کہ اہل خانہ کوکفایت کرتا۔مہمانون کودسترخوان پر بلایا اور کھانا رومال سے ڈھک دیا اور مہمانوں سے فرمایا کہ کھانا شروع کیجئے اور آپ بھی شریک طعام رہے۔اس قدر برکت ہوئی کہ سبھی حضرات آسودہ ہوگئے اوراہل خانہ کے لئے کھانا بچ گیا۔یہ کرامت دیکھ کرسب کے سب حلقۂ بیعت میں داخل ہوگئے۔ **ذلک فضل الله یوتیه من یشاء**

وصال کے چھ ماہ بعد اپنی نشست گاہ میں جلوہ افروز ہوئے اور بچوں کونصیحت فرماتے رہے اوراپنے خلفاء وجانشین کوطلب فرما کرتلقین وتعلیم فرماتے رہے۔تقریباً آدھا گھنٹہ قیام پذیر رہے۔حاضرین سےفرمایا کہ نماز جمعہ کاوقت قریب ہوگیا ہے۔تم لوگ جماعت میں شرکت کی تیاری کرو،میں بھی جماعت میں شریک ہونگا۔ یہ فرماتے ہوئے کچھ دور آگے بڑھے اورنظروں سے غائب ہوگئے۔

وصال:۔ آپ ۲۷رجب المرجب ۱۲۶۰ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ ”**انا الله وانا الیه راجعون**“ آپ کا مزارمقدس شہر باندہ کے شمال جانب پراگی تالاب کےآگے ہے۔حضور مخدوم ملت نے چند برسوں میں خوبصورت گنبد کی تعمیر کرائی۔ چونکہ وہ جگہ آبادی سے دور ہے مگر مخدوم ملت کی محنت وجانفشانی سے پورا علاقہ انوار وتجلیات کا مرقعہ نظرآتا ہے۔

تذکرہ قطب العارفین

حضرت سید قطب الدین قادری چشتی مسعودی وارثی علیہ الرحمہ

ولادت باسعادت:۔ حضرت قطب العارفین ۲؍رجب المرجب بروز دوشنبہ ۱۳۰۹ھ پتھورآباد میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت سید عبدالرزاق قادری چشتی صابری علیہ الرحمہ نے ''قطب الدین'' نام تجویز کیا اور سنت کے مطابق عقیقہ کیا۔

بیعت وخلافت:۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سیدالسادات حضرت مولانا مسعود حسین علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ کافی دنوں تک ریاضت ومجاہدہ کیا تو ستائیس ۲۷؍سال کی عمر میں پیرومرشد نے خرقۂ خلافت سندی ودستار بندی سے سرفراز کیا۔ آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ، چشتیہ، صابریہ کی اجازت وخلافت پیرومرشد نے عطا کی۔ اور سلسلۂ وارثیہ کی اجازت وخلافت قطب الاقطاب حضرت حافظ حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمہ نے عطا فرمائی۔ اور اپنے دست مبارک سے احرام وارثیت سے سرفراز کیا اور آپ کو الا یچی شاہ کا لقب دیا۔

روحانی سفر

ریاضت ومجاہدہ کے بعد جب اجازت وخلافت سے نوازے گئے تو روحانی سفر شروع کیا۔ اللہ والوں سے ملاقات کے بعد روحانی ترقی اور گمراہ بدودین کی ہدایت ورہنمائی آپ کے سفر کا مقصد ہوتا۔ شہر کانپور میں حضرت خواجہ حافظ کریم اللہ شاہ سے ملاقات کے بعد علم باطن سے فیضیاب ہوئے۔ اور جب عروس البلاد ممبئی تشریف لے گئے تو نقیب الاولیاء پیر روشن ضمیر سید ابراہیم علیہ الرحمہ جو سیدنا غوث اعظم کی سترہویں پشت میں تھے ملاقات کے ساتھ دست بوسی وقدم بوسی سے سرفراز ہوئے۔ حضور نقیب الاشراف نے آپ کو حجرہ خاص

میں بلایا اور حضور سید عالم ﷺ کی زیارت پرانوار سے شرف فرمانے کے بعد آپ کے سر پر دست مبارک رکھ کر دعاؤں سے نوازا۔ آپ کی ملاقات شہر باندہ میں حضرت علامہ ضیاء الحق عرف کفایت اللہ شاہ چشتی قادری صابری سے ہوئی تو انہوں نے علم عرفانی سے نوازا۔

ایک مرتبہ شہر حمیر پور کے قصبہ کمہریا تشریف لے گئے تو آپ کی ملاقات بابا نظامی عرف شاہ عبداللہ علیہ الرحمہ سے ہوئی تو انہوں نے سینہ سے لگا کر روحانی فیوض وبرکات سے نوازتے رہے۔

دوران سفر آپ کی سیرت وصورت سے متاثر ہوکر کفار ومشرکین مشرف باسلام ہوئے۔ یونہی گمراہیت کے شکار جوق درجوق آپ کی بارگاہ میں آکر ہدایت سے سرفراز ہوتے۔ آپ کی بارگاہ میں بیعت کے لئے عظیم المرتبت علماء، حفاظ حاضر ہوئے، جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حافظ وقاری احمد حسین چشتی قطبی بمقام فتح گڑھ۔ (۲) حافظ وقاری محمد صدیق صاحب چشتی صابری قطبی بمقام جون پور۔ (۳) حافظ وقاری محمد مقیم الدین چشتی صابری (۴) مولانا سید ظل حسن چشتی صابری وغیرہ۔

کرامت:۔ آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔ آپ کے محلّہ کے چند خوش نصیب افراد حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے تو انہیں خوش نصیبوں میں حاجی علی بخش صاحب اور حاجی غلام قادری صاحب بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ہم نے بابا قطب الدین کو دوران طوافِ کعبہ دیکھا ہے اور ہم نے مسجد منیٰ میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ جب حاجی علی بخش حج سے واپس آئے تو لوگوں سے اس کا ذکر کیا۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ آپ لوگوں کو دھوکا ہوگیا ہے آپ لوگوں نے کسی اور کو دیکھا ہوگا۔ لوگ خاموش ہوگئے۔ جبکہ باطنی حج کے تبرکات آج بھی موجود ہیں۔

آپ کے پاس عقیمہ (بانجھ) عورتیں حاضر ہوتیں آپ ان کے لئے دعا فرماتے اور اسم

ذات کی تعویذ عنایت فرماتے۔ بفضلہٖ تعالیٰ بانجھ عورتیں صاحب اولاد ہوجاتیں۔

بعد وفات آپ کے صاحبزادہ گرامی حضور مخدوم ملت سید عظیم الدین وارثی بھوپال تشریف لے گئے تو وہاں پاکستان کے چند مریدین نے بتایا کہ آپ کے والد گرامی پاکستان تشریف لے گئے تھے وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔ یہ سننے کے بعد کسی کو یقین نہ ہوا۔ مگر انہوں نے تصویر دکھائی تو پتہ چلا کہ قطب العارفین کے مریدین پاکستان میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ کیوں نہ ہو؟ جبکہ پچیس عظیم المرتبت جن آپ کے دامن سے وابستہ تھے۔ اگر کوئی آسیب زدہ مریض آپ کے پاس آتا تو آسیب جل جاتا اور مریض صحت یاب ہوجاتا۔

وقت آخر:۔ جب آپ کی عمر ۱۰۲ر سال کی ہوگئی تو اپنے شہزادۂ گرامی وقار سید عظیم الدین وارثی کو روحانی نعمتوں سے مالا مال فرما کر اپنا جانشین وقائم مقام بنادیا اور اہل خانہ سے کہہ دیا کہ تم لوگ جلد کھانے سے فارغ ہوجاؤ۔ نماز جمعہ ادا کی اس کے بعد شہزادۂ گرامی وقار سے چادر طلب کی۔ جسے لپیٹ کر آرام کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد بعض مریدوں نے دست بوسی کرنا چاہا تو پتہ چلا کہ روح جسد عنصری سے پرواز کرگئی ہے۔

شہزادۂ گرامی وقار نے فرمایا کہ حضور والا چادر اوڑھ کر پردہ فرما چکے ہیں۔ اسی وقت مریدین ومتوسلین کو مطلع کیا گیا۔ جب لوگ آگئے تو آپ کو تخت پر لٹایا گیا۔ بوقت غسل آپ کے صاحبزادے پانی ڈال رہے تھے تو وہاں موجودین نے دیکھا کہ آپ کی سانس ذاکر ہے۔ آپ کا دل اسم جلالت ''اللہ'' کے ورد میں مشغول ہے۔ بطور آزمائش ہاتھ سینے پر رکھ دیا مگر سانس خود بخود ذاکر تھی۔

آپ کی تاریخ وصال ۲یا۳ر جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ ہے۔ آپ کا مزار مقدس سرور صاحب کی مسجد کے سامنے شہر باندہ میں ہے۔ آپ کا عرس ۲،۳ر جمادی الثانی میں ہوتا ہے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری   خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

باب دوم

حیات مبارکہ

ولادت:۔ حضور مخدوم ملت کی ولادت باسعادت شہر باندہ ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔ والد گرامی نے عظیم الدین نام تجویز کیا اور سنت کے مطابق عقیقہ کی رسم ادا کی۔ سادات کے گھر کا چشم وچراغ اپنی ننھی سی عمر میں سنت نبوی کا عامل رہا۔ دیکھنے والے یہ اندازہ لگاتے رہے کہ یہ نور کا پتلا آنے والے زمانے میں قرآن وسنت کا داعی ومبلغ ہوگا۔

جائے ولادت:۔ حضور مخدوم ملت کی جائے ولادت اہمیت کا حامل ہے۔ کانپور، الہٰ آباد، جھانسی، کے درمیان واقع شہر باندہ اس لئے اہمیت کا حامل نہیں کہ حکومت وقت نے خصوصی رعایتوں سے نوازا ہے یا ذریعہ معاش کے لئے فیکٹری قائم کر کے وہاں کے باشندوں کو خوشحال کر دیا ہے۔ وہاں کی سڑکیں خستہ حالی کے باوجود زبان حال سے شکایت نہیں کرتی ہیں اس لئے کہ اس شہر کا تقدس سڑکوں اور فیکٹریوں سے نہیں بلکہ انسانیت نواز شخصیتوں سے ہے۔ صوفیوں، ولیوں، نے جو درس انسانیت دیا ہے پورا شہر باندہ آج بھی انسانیت کی راہ پر چلنا اپنے لئے سرخروئی کا باعث سمجھتا ہے۔ ذات، پات کے بھید بھاؤ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے باشندے چین کی نیند سوتے ہیں۔ یہ صدقہ ہے صوفیوں اور ولیوں کا جنہوں نے شہر باندہ کو نور ونکہت سے مجلیٰ ومصفیٰ کر دیا ہے۔ آج بھی ولیوں وصوفیوں کی کاوشوں سے یہ شہر امن وشانتی کا گہوارہ نظر آتا ہے۔

تعلیم وتربیت:۔ حضور مخدوم ملت کی ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی۔ جب سخنوری کی عمر کو پہونچے تو خاندان سادات کے رسم ورواج کے مطابق ''بسم اللہ خوانی'' کی رسم ادا کی گئی اور حضرت حافظ عبدالجلیل صاحب کی شاگردی میں پیش کر دیا گیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ کم سنی میں حافظ قرآن ہوگئے۔ اس کے بعد ابتدائی عربی فارسی کی تعلیم باندہ میں ہوئی۔ اور ۱۹۵۳ء میں احمد آباد، گجرات کا سفر کیا اور دارالعلوم شاہ عالم میں داخلہ لے کر درس نظامیہ کی تکمیل کی۔ دارالعلوم شاہ عالم کے اساتذہ کرام میں خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا سید حسن شاہ علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین صاحب علیہ الرحمہ سے غایت

درجہ متاثر رہے۔ انہیں بزرگوں کی عنایتوں سے حدیث وتفسیر اور فقہ اسلامی میں مہارت تامہ حاصل کرنے میں کامیاب وکامران ہوئے۔ درس نظامیہ سے فراغت کے بعد وطن واپس ہوئے۔ حضرت والد گرامی کی قدم بوسی کی اور حسب اجازت ۱۹۶۴ء میں ہومیوپیتھی کی ڈگری سونی پت پنجاب سے حاصل کی اس کے بعد لکھنؤ طبیہ بورڈ سے حکیمی کی ڈگری حاصل کی۔ گویا کہ والد گرامی قطب ملت کے زیر سایہ حدیث وتفسیر اور فقہ اسلامی کی تکمیل کے بعد ہومیو پیتھ کے ڈاکٹر اور طب یونانی کے حکیم حاذق ہوگئے۔

بیعت وخلافت:۔ علوم وفنون سے آراستہ ہوجانے کے بعد والد گرامی قطب ملت کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوکر قدم بوسی کی اور بیعت وارادت سے سرفراز ہوئے۔

چونکہ طبعی طور پر آپ عبادت وریاضت کے خوگر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مرشد گرامی نے ریاضت ومجاہدہ کی جو تعلیم دی اس پر عمل پیرا ہونے میں کسی طور پر پریشانی محسوس نہیں کرتے۔ نماز تہجد کے بعد ذکر یک ضربی، سہ ضربی وچہار ضربی، اور پاس انفاس نماز فجر تک ادا کرتے رہتے اور تلاوت قرآن پاک کے ساتھ درود شریف کا ورد آپ کے معمولات میں تھا۔ جب مرشد گرامی نے دیکھ لیا کہ میرا شہزادہ ''**نور علی نور**'' ہو چکا ہے۔ تو بلا توقف سلسلۂ عالیہ قادریہ، سلسلۂ چشتیہ، صابریہ، وارثیہ کی اجازت وخلافت عطا فرما کر اپنا جانشین بنا دیا۔

حضرت قطب ملت کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ میرا جانشین قطبیت کے مقام پر فائز ہے اس کی نظر میں ماضی، حال، مستقبل یکساں ہیں۔ وہ حال کے جھروکھوں سے مستقبل کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ نور الٰہی سے کائنات کا نظارہ کرتا ہے۔ دنیا اور دنیا دار کی حیثیت اس کی نظر میں ہیچ ہے۔ الفقر فخری اس کی نظر میں اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روحانیت کے تمام تر کمالات کو اپنے جانشین کو ہبہ کر دیا۔ قطب ملت اور مخدوم ملت میں امتیاز کرنا مشکل ہوگیا۔

مرشد گرامی کی حیات میں ریاضت ومجاہدہ اور خدمت خلق میں مصروف رہتے ۔ کسی کو مرید نہ کرتے اگر کوئی مرید ہونا چاہتا تو مرشد گرامی کی بارگاہ میں حاضر کردیتے ۔ ویسے مرشد گرامی کے وصال کے بعد بھی پیری مریدی میں دلچسپی نہ لیتے ۔ اگر کوئی اصرار کرتا تو داخل سلسلہ کر لیتے اور ہمیشہ اسے رزق حلال کے طلب کی تعلیم دیتے اور اسے اہل سنت کے عقائد پر گامزن رہنے پر آمادہ کرتے ۔ آپ کو صلح کلیت سے سخت نفرت تھی ۔ ہر اس خطیب کو پسند کرتے جو کھلے طور پر بدمذہبوں کی تردید بلیغ کرتا ۔ اپنے مریدین ومتوسلین کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی تعلیمات پر گامزن کرتے ۔ اکابر اہل سنت کی تعظیم وتکریم بجالاتے اور اپنے مریدین ومتوسلین کے دلوں میں ان کی عظمتوں کا سکہ قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ۔

اہم خلفاء

بیعت لینے میں احتیاط کے باوجود ہزاروں خوش نصیب دامن اقدس سے منسلک ہوئے ۔ وہ مریدین ومتوسلین جو تقویٰ وطہارت میں کامل ہوئے تو ایسے تقویٰ شعار افراد کو خصوصی تعلیم سے آراستہ کرنے کے بعد خلافت واجازت عطا فرماتے تا کہ سلسلۂ طریقت وسیع ترین ہو جائے ۔ یہاں اہم خلفاء کے اسمائے گرامی مندرج کئے جارہے ہیں :

(۱) جانشین مخدوم ملت حضرت مولانا سید نور الحسن قادری، چشتی، صابری، وارثی، قطبی
(۲) حضرت حافظ محمد شفیق شاہ مسعودی ۔ ضلع رای سین، بھوپال، ایم ۔ پی
(۳) حضرت حافظ نور محمد شاہ مسعودی ۔ نیا بھوپال، ایم ۔ پی
(۴) حضرت سید لیاقت علی شاہ قادری، مسعودی ۔ جہانگیر آباد، بھوپال، ایم ۔ پی
(۵) حضرت سید اشرف علی شاہ مسعودی ۔ لاہور پاکستان
(۶) حضرت عشرت اللہ صدیقی ۔ بھوپال، ایم ۔ پی
(۷) حضرت سید رفعت علی شاہ ۔ جہانگیر آباد، ایم ۔ پی

(۸) حضرت حافظ وقاری صغیر احمد شاہ ۔ استاذ القراء سنہری مسجد، کانپور
(۹) حضرت مولانا صوفی حیدر علی شاہ قادری، مسعودی، ماہم شریف، ممبئی
(۱۰) حضرت حاجی رحمت علی شاہ مسعودی وارثی، شیتل گنج، قصبہ پوروا، ضلع اناؤ
(۱۱) حضرت مولوی محمد شمیم شاہ مسعودی ۔ موضع پناہل، قصبہ پوروا، ضلع اناؤ، یوپی
(۱۲) حضرت محمد عابد علی شاہ قادری چشتی وارثی ۔ جبل پور (ایم ۔ پی)
(۱۳) حضرت محمد امین شاہ مسعودی وارثی ۔ قصبہ پوروا، ضلع اناؤ (یوپی)
(۱۴) حضرت حاجی عبداللطیف شاہ قادری، مسعودی، قطبی ۔ کانپور (یوپی)
(۱۵) حضرت نصرت اللہ شاہ صدیقی قادری مسعودی ۔ قاضی کیمپ، بھوپال (ایم ۔ پی)
(۱۶) حضرت مولوی سرور بیگ شاہ
(۱۷) حضرت مولوی ثناء اللہ شاہ ۔ نواڑی، جھانسی (یوپی)
(۱۸) حضرت صوفی امان اللہ شاہ ۔ سیلانی ستنا
(۱۹) حضرت عبدالحفیظ شاہ مسعودی ۔ باندہ (یوپی)
(۲۰) حضرت عبدالودود شاہ مسعودی ۔ نرینی، ضلع باندہ
(۲۱) حضرت محمد سلیم شاہ وارثی ۔ بھوپال (ایم ۔ پی)

نکاح

حضور مخدوم ملت کی شادی شہر باندہ میں ہوئی ۔ بفضلہ تعالیٰ حضرت مخدومہ نیکیوں کا مجسمہ عابدہ زاہدہ تھیں جن کے بطن سے حضرت سید احسان الحق صاحب قبلہ عظیمی جلوہ گر ہوئے، جو عابد وزاہد اور اخلاق ومروت میں یکتائے روزگار ہیں ۔ جن کی عمر تقریباً پچپن سال ہے ۔ بفضلہ تعالیٰ تندرست وتوانا ہیں ۔ خانقاہ شریف کی بے لوث خدمت کرتے ہیں اور محنت ومشقت سے رزق حلال حاصل کرتے ہیں ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت سید احسان الحق صاحب کے چار بیٹے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مولوی سید نورالحسن صاحب قبلہ جو اپنے دادا حضور مخدوم ملت کے چہیتے ہیں۔حضور والا نے آپ کی روحانی تربیت فرما کر خلافت واجازت سے نوازا ہے اور اپنی حیات ظاہری میں سجادگی وجانشینی کا اعلان فرمایا۔حضور والا کے عرس چہلم کے موقع پر علماء ومشائخ کی موجودگی میں دستار سجادگی سے نوازے گئے۔اس حسین موقع پر ہزاروں افراد نے مبارک پیش کی۔علماء ومشائخ میں خصوصاً حضرت علامہ سید تسنیم محبوبی صاحب قبلہ، حضرت علامہ محمد حنیف چترویدی صاحب قبلہ، حضرت مولانا سید ریحان صاحب قبلہ، حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب قبلہ، حضرت مولانا صاحب علی صاحب قبلہ چترویدی موجود تھے۔بفضلہٖ تعالیٰ کم عمری کے باوجود خانقاہ شریف کی خدمت بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

(۲) حضرت سید معراج الحسن صاحب قبلہ (۳) حضرت سید سراج الحسن صاحب قبلہ (۴) حضرت سید ضیاء الحسن صاحب قبلہ۔چاروں حضرات اپنے دادا حضور کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔﴿ زد فزد بارک اللہ فیھم ﴾

ارشادات

حضور مخدوم ملت اکثر خاموش رہتے۔جب کوئی سوال کرتا تو جچے تلے الفاظ میں جواب عنایت فرماتے۔ہاں اپنے مریدین ومتوسلین کو نصیحت وموعظت سے نوازتے رہتے۔آپ کے ارشادات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔فرماتے ہیں:

☆ مرید ہو جانے کے بعد شرائط کی پابندی کریں۔نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں۔کلمہ شریف کا ورد رکھیں۔زکوٰۃ ضرور ادا کریں۔رمضان المبارک کے پورے روزے رکھیں۔اللہ پاک توفیق دے تو حج بیت اللہ شریف کا سفر فرمائیں۔تمام فرائض ادا کریں۔شریعت کی پابندی کریں۔مشغلہ ذکر خفی وذکر جلی اختیار کریں۔ہمیشہ شاغل رہیں۔

درود شریف کثرت سے پڑھیں۔جھوٹ بولنے سے قطعی پرہیز کریں۔اپنے عیب وبرائی پر آگاہی حاصل کریں۔ان کو ترک کر دیں تاکہ اسرار الٰہی حاصل ہو۔

☆ فقیر پر لازم ہے کہ اگر نفس دنیا کو طلب کرے تو اس سے کہہ دے کہ جا اہل دنیا کے دروازوں پر جوتیاں کھا، اور در بدر ہر کس وناکس سے سوال کر، ذلتیں اٹھا، جب تو اللہ سے ناامید ہو گیا ہے تو تیری یہی سزا ہے، ورنہ اہل دنیا کے پاس نہ جانا اور ان سے سوال نہ کرنا۔

اگر فقیر کے پاس دنیا دار سوال کے لئے آئے تو اسے اپنے پاس ہرگز نہ آنے دے۔اور آئے تو اس سے کہہ دے کہ تم دنیا دار ہو اپنے وجود کو پہلے کثافت سے پاک کر لو اور دنیا کی محبت دل سے نکال دو، تب میرے پاس آنا، اگر طالب صادق ہے تو فقیر کا کہنا مانے گا، اور اس کے پاس آکر تارک بن جائے گا، ورنہ دنیادار کو دیکھنے سے فقیر کے دل میں خطرات پیدا ہونگے، جو فقیر کو گمراہیت کے طرف لے جائیں گے، پرہیز لازم۔نعوذ باللہ۔

☆ جس مالک نے ہمیں انسان بنایا اسے ہم بھولے ہوئے ہیں اور دوسروں کے عیب و غیبت اور چغلی وغیرہ میں مزہ لیتے ہیں۔یہ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں کہ اپنے عیب کو نہ دیکھے اور دوسرے کا مذاق اڑائے۔

☆ علماء اہل سنت کی صحبت اختیار کرنا اشد ضروری ہے تاکہ برے عقائد اور بدمذہبوں کے فریب ودھوکہ دہی سے بچا جا سکے۔اور مرشد کامل کی صحبت سے روحانی نگرانی اور فہم و بصیرت ہوتی ہے۔

☆ جب حضور ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو تو قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور حضور کی طرف منھ کرے۔آواز آہستہ اور نظریں نیچی رکھیں۔یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لئے کرے پھر کہے "**الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام**

عـلیک یـانبی اللہ" وغیرہ وغیرہ اگرکسی نے سلام کہلوایا ہوتو"السـلام علیک یـارسـول اللــہ مـن فـلاں بـن فلاں" کہے۔اورزیارت قبوراولیاءکرام پر کہے "السلام عـلیـک ورحمة الله یا ولی الله جزاکم الله عنا خیرما جزی ولیا مـن امة مـحـمد صلی الله علیه وسلم" اورزیارت قبورسادات پر کہے "السلام عـلیـکـم ورحـمة الـله وبرکاته یا اولاد رسول الله صلی الله علیه وسلم جـزاکـم الـلـه عـنـا خیـر ما جزی ولد نبی عن امة محمد صلی الله علیه وسلم" جب قبرستان پرحاضر ہوتو کہو"السـلام علیکم یا اهل دیار من المؤمنین والمسلمین وانا انشاء الله بکم لاحقون نسأ ل الله لنا ولکم العافیة"

انتقال پر ملال

رب کائنات ارشادفرماتا ہے"کل نفس ذائقة الموت" ہرنفس کوموت کا مزہ چکھنا ہے۔
حضورمخدوم ملت جو زندگی کے آخری لمحات تک روحانی کمالات کے ذریعہ سیکڑوں ، ہزاروں کی زندگی سنوارتے رہے ۔ بانوے ۹۲ رسال تک خدمت خلق میں مصروف رہے۔بالآخر ۱۸رذی الحجہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۴رنومبر ۲۰۱۲ء بروز یک شنبہ ایک بجکر پندرہ منٹ شب میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ انا لله وانا الیه راجعون ۔

ہزاروں مریدین ومعتقدین کشاں کشاں آستانۂ عالیہ پر پہونچ گئے اور بروز پیر شیخ سرورصاحب کی مسجد کے سامنے نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد جداعلیٰ حضورسید کمال الدین ابدال علیہ الرحمہ کے گنبد کے سایہ میں مدفون ہوئے۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے   اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

کرامات

حضورسیدناغوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ارشادفرماتے ہیں: کـــرامة الـولـی استقامة فعله علیٰ قول النبی صلی الله علیه وسلم۔ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کے مطابق ہو۔ جسے عام طور پر کرامت کہتے ہیں ۔اللہ کا ولی اسے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ بسا اوقات اس کا اظہار اس لئے ضروری ہوتا ہے تا کہ باطل طاقتیں اہل حق پر غلبہ حاصل نہ کرسکیں۔

حضورمخدوم ملت کی پوری حیات مبارکہ کا جائزہ لیا جائے تو ہر لمحہ استقامت ہے اور بفرمان غوث اعظم استقامت ، کرامت سے بالا تر ہے۔ ہاں نہ چاہتے ہوئے بھی کرامتوں کا ظہور ہوجاتا ہے۔

(۱) طی الارض۔ جیسا کہ آپ کے پڑوسی میرے کرم فرما دوست عالی جناب گڈن بھائی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مخدوم ملت نے مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ اناؤ چلئے ، میں حضور والا کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ جب اناؤ پہونچے تو فرمایا کہ پروا آگے گاؤں میں جانا ہے ۔رات ہو چکی تھی کوئی سواری نہ تھی ۔فرمایا پیدل چلیں گے ہم دونوں پیدل روانہ ہوئے۔ میں کڑیل جوان تھا۔ جب کہ حضرت اسّی ۸۰ر برس کے ضعیف تھے۔ کچھ دور چلنے کے بعد مجھ سے بہت آگے نکل گئے ۔ میرے اوپر دہشت طاری ہوگئی۔ اس لئے کہ یہ چلنے کا انداز میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے کہ حضور والا کا قدم زمین سے ایک فٹ اور پڑ رہے تھے۔ جب گاؤں کے قریب پہونچ گئے تو میرا انتظار کرنے لگے ۔ جب میں پہونچ گیا تو میرا ہاتھ پکڑ کر مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے ۔ اپنے مرید کی عیادت کی صبح باندہ واپس ہوگئے ۔صوفیاء کی زبان میں اسے طی الارض کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ چلتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے لئے زمین کوسمیٹ دیتا ہے۔ مکہ مکرمہ کا سفر گھنٹہ میں کر لیتے ہیں اڑ کر نہیں چل کر۔

اندازہ لگایئے کہ حضور مخدوم ملت کے جداعلیٰ کا مزار پاک خانقاہ شریف سے تقریباً دوکلو میٹر کی دوری پر ہے۔راستہ بھی ہموار نہیں۔اپنی آخری عمر میں علالت کے باوجود گنبد کا کام شروع کرایا۔ہردن کم سے کم پانچ بار آتے جاتے رہے۔تکمیل گنبد کے بعد راہی ملک بقا ہوگئے۔نحیف وناتواں نوے ۹۰ رسال کی عمر کا علیل ہردن اتنی مسافت طے کرے۔عقل و خرد سے بالاتر ہے۔مگر یہی طی الارض کا کمال ہے، جسے معلوم ہے اسے حیرت نہیں۔

(۲) سلطان جارہا ہے:۔ یہ آواز مجذوب وقت حضرت شیخ محمد بشیر صاحب کی ہے۔حضور مخدوم ملت کے انتقال سے قبل یہ آواز لگاتے رہے۔جب وصال ہوگیا تو خاموش ہو گئے۔چند ہفتہ بعد جدائی کی تاب نہ لاکر خود بھی رخصت ہوگئے۔

(۳) طوفان کا ٹل جانا:۔ دیکھنے والوں نے بارہا دیکھا ہے کہ جب تیز بارش یا طوفان آنے کا اندیشہ ہوتا تو انگلی کے اشارہ سے آسمان پر کچھ لکھ دیتے۔تھوڑی دیر بعد طوفان ٹل جاتا اور لوگ مصیبتوں سے بچ جاتے۔

(۴) جناتوں کا مرید ہونا:۔ یوں تو جن وخبیث آپ سے خائف رہتے مگر سات اجنّاء معتقد تھے، جن میں دو کافر تھے۔آپ کی روحانیت سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔اس طرح ساتوں آپ کے مرید ہوگئے اور آپ کے آستانہ کی نگرانی کو اپنا معمول بنالیا ہے۔

(۵) انتقال سے آگاہی:۔ حضرت مولانا سید رمضان علی نوری رضوی علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا صوفی محمد حیدر صاحب سے بیان کیا کہ حضور مخدوم ملت نے مجھ سے فرمایا کہ اگر اپنے مرشد گرامی کے چہرہ کی زیارت کرنی ہو تو فوراً بریلی شریف کے لئے روانہ ہو جائیں۔میں نے رخت سفر باندھ لیا۔ابھی بریلی شریف پہونچا بھی نہ تھا کہ سرکار مفتی اعظم ہند کے انتقال کی خبر ملی۔روتا بلکتا بریلی شریف پہونچا وہاں ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں مرشد گرامی کے چہرۂ مبارکہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

(۶) مصیبت کا ٹل جانا:۔ تقریباً ۲۰۱۰ء کی بات ہے۔عرس میں شرکت کی غرض سے ممبئی سے مولانا محمد اسرائیل، مولانا صوفی محمد حیدر، مولانا سیدنا ریحان، مولانا مفتی عبدالمجید حاضر ہوئے۔سفر کی تھکاوٹ کے باعث گڈن بھائی کے مکان میں ناشتہ کرنے کے بعد آرام کرنے لگے۔تقریباً بارہ بجے دن میں مفتی عبدالمجید صاحب کے موبائل کی گھنٹی بجی، کچھ بات ہوئی اور وہ زورزور سے رونے چلانے لگے۔سب لوگ بیدار ہو گئے۔تو پتہ چلا کہ ان کے گاؤں میں آگ لگ گئی ہے، مکانات خاکستر ہورہے ہیں۔حضرت صوفی حیدر صاحب نے حضور مخدوم ملت سے واقعہ کو بیان کیا تو فوراً حضور والا نے کچھ پڑھا اور انگلی پر دم کیا اور فرمایا اطمینان رکھئے خطرہ ٹل چکا ہے۔تقریباً پانچ منٹ بعد پچپڑوا سے قریب کولہی ضلع بلرام پور سے مفتی عبدالمجید صاحب کے گھر سے فون آیا کہ آگ کا رخ بدل گیا ہے اور آپ کا مکان پورے طور پر محفوظ ہے۔

(۷) بے موسم بارش ہونا:۔ پورواضلع اناؤ میں جناب رحمت علی صاحب کے مکان میں حضور والا کے ہمراہ گڈن بھائی تھے۔چونکہ مئی کا مہینہ تھا۔بجلی بھی نہ تھی، سخت گرمی ہورہی تھی۔گڈن بھائی گرمی سے شرابور تھے۔اسی درمیان حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ گڈن بھائی آپ کو بہت گرمی لگ رہی ہے۔یہ کہتے ہوئے اندر چلے گئے۔گڈن بھائی کا بیان ہے کہ آسمان پر تارے چمک رہے تھے مگر چند منٹ بعد موسلا دھار بارش ہونے لگی۔دوگھنٹہ بارش کا سلسلہ چلتا رہا۔دوگھنٹہ بعد ہوائیں سرد چلنے لگیں تو حضور والا نے فرمایا گڈن بھائی اب پریشانی تو نہیں ہے۔

(۸) حادثے سے قبل اطلاع:۔ ۱۹۹۲ء میں عشرت اللہ صدیقی بھوپال سے ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو رسمی ملاقات کے فوراً بعد ایک تحریر دیکر فوراً رخصت کردیا اور تاکید فرمادی کہ گھر پہونچنے کے بعد تحریر پڑھیں گے۔صدیقی صاحب کا بیان ہے کہ گھر پہونچنے کے بعد حضور والا کی تحریر کا مطالعہ کرنے کے بعد میں حیران وششدر رہ گیا۔

اس میں بابری مسجد کی شہادت اور ہندوستان گیر فسادات کا ذکر تھا اور حفاظتی تدبیر کا بھی تذکرہ تھا۔ چند دنوں بعد اسی طرح ہوا جس طرح حضور والا نے تحریر فرمایا تھا۔

دست غیب:۔ حضور مخدوم ملت فقر وفاقہ سادات گھرانہ کے صحیح مصداق تھے۔ مگر تنگ دستی کے شکار نہ تھے۔ جب ضرورت پڑتی تو خیرات وصدقات اور انعامات کی بارش کر دیتے۔ گڈن بھائی کا بیان ہے کہ جب نعت ومنقبت کی مجلسیں آراستہ ہوتیں تو مجھ سے فرماتے کہ بطور قرض کچھ رقم مجھے دے دیجئے۔ میں ایک ہزار روپئے کی ایک گڈی پیش کر دیتا۔ ان کی صدری یا کرتے کی جیب میں اس گڈی کے سوا کچھ نہ رہتا۔ مگر انعام کی بارش پچاس روپئے کی نوٹوں سے کرتے۔ صبح مسکرا کر میری رقم واپس کر دیتے۔

''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر صرف نو کرامتوں کے ذکر پر اکتفا کر رہا ہوں۔ ورنہ تفصیلی طور پر کرامتوں کا ذکر کر دیا جائے تو ضخیم کتاب مرتب ہو جائے گی۔

باب سوئم

خدمات جلیلہ

تدریس وتقریر

حضور مخدوم ملت نے تدریس وتقریر کو ذریعہ معاش نہ بنایا۔ قابل ذکر مدارس کے منتظمین نے اہم عہدہ پر فائز کرنے کی پیش کش کی مگر والد گرامی سے اجازت نہ ملنے کے باعث معذرت خواہ رہے۔ ہاں وہ علاقے جہاں دینی تعلیم کا فقدان رہا وہاں تدریس وخطابت کے لئے تشریف لے گئے۔ راجستھان و گجرات کے علاقوں میں قرآن مقدس کی تعلیم عرصۂ دراز تک دیتے رہے اور امامت وخطابت کے ذریعہ مسلمانوں میں تعلیم کا رواج دیا۔ عقائد اہل سنت پر گامزن کرنے کے لئے دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تقریر فرماتے رہے۔ جہاں ضرورت پڑی وہاں اکابر اہل سنت کو مدعو کرتے۔ حضور مفتی اعظم ہند بریلوی علیہ الرحمہ اور حضور شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی علیہ الرحمہ کو متعدد مقامات کا دورہ کرایا۔ اسلام وسنیت کی نشر واشاعت آپ کا مقصد اصلی رہا۔

بخاری ومسلم اور صدرا وشمس بازغہ کو بلا تکلف پڑھا سکتے تھے۔ مگر آپ کے نزدیک غیر تعلیم یافتہ ماحول میں یسرنا القرآن، عم پارہ کی تدریس اہمیت کی حامل تھی۔ یونہی بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں آپ کو مدعو کیا جاتا مگر ان جگہوں پر تقریر کرنا زیادہ پسند کرتے تھے جہاں کے لوگ بنیادی عقائد ومسائل سے ناواقف ہوتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تدریس وتقریر کو آپ نے ذریعہ معاش نہ بنایا اور نہ ہی عہدہ وناموری کے لئے درس دیا۔ صرف اور صرف خدمت دین متین آپ کا مقصد وحید رہا۔

خدمت خلق

''تصوف بجز خدمت خلق نیست'' اللہ کی مخلوق کی خدمت اصل تصوف ہے۔ خدمت خلق کے طریقۂ کار جداگانہ ہیں۔ حضور مخدوم ملت نے مختلف طریقوں سے خلق خدا کی خدمت کی ہے۔ جن کا انحصار مشکل ہے۔

علاج جسمانی

آپ نے اپنی خانقاہ شریف میں مطب قائم کیا جہاں مختلف قسم کے مریض آتے۔ ایکسرے، الٹراساؤنڈ، خون کی جانچ کرائے بغیر مریض کی نبض کو دیکھنے کے بعد جو فیصلہ فرما دیتے وہی نتیجہ دسیوں جانچ کے بعد برآمد ہوتا۔ گویا کہ مرض کی تشخیص مریض کا ایک پیسہ خرچ کئے بغیر ہو جاتی۔ مریض اسراف بیجا سے بچ جاتا۔ اور تشخیص کے بعد جو دوا تجویز کرتے وہ قلیل ترین رقم کی ہوتی۔ بفضلہٖ تعالیٰ چند دنوں میں مریض شفایاب ہو جاتا۔ لاعلاج مریضوں کا شفایاب ہونا آپ کے مطب کا خاصہ رہا ہے۔ بلاشبہ خدمت خلق کا یہ نادر طریقہ بزرگان دین اولیائے کرام کے یہاں ہمیشہ رہا ہے۔ معمولی دواؤں سے لاعلاج بیماریوں کا علاج اللہ والوں کی شان ہے۔

علاج روحانی

اپنی خانقاہ شریف میں روحانی علاج مختلف طریقوں سے کرتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ مریض چیختا چلّاتا ہوا آتا اور آپ کو دیکھتے ہی خاموش ہو جاتا۔ تھوڑی دیر بیٹھتا اور شفایاب ہو کر واپس چلا جاتا۔ یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیوں چیخ رہا تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مریض نحیف وناتواں دکھائی دیتا، ہانپتے کانپتے آتا، آپ اسے تعویذ دے کر واپس کر دیتے۔ ہفتہ عشرہ بعد وہی مریض فرحاں وشاداں ہو کر دست بوسی کے لئے حاضر ہوتا۔ وہاں بھی پتہ نہیں چلتا کہ مرض کیا تھا۔

ہاں کبھی آسیب ظاہر ہو جاتا تو ایسے مریضوں کو فتیلہ وتعویذ عنایت فرماتے۔ فتیلہ کو روغن آسیب لگا کر جلاتے ہی آسیب سوختہ شود۔ روغن آسیب تیار کرنے کا مخصوص طریقہ تھا اس نام کا روغن تیار کرنا میرے خیال سے آپ کا خاصہ ہے۔ کبھی مریض سفلی کا شکار ہوتا تو اسے مخصوص لکڑی عنایت فرماتے۔ اس لکڑی کا طول گھٹتا رہتا یہاں تک کہ مریض شفایاب ہو

جاتا۔کبھی تعویذ عنایت فرمادیتے جسے مریض پانی میں ڈھل کر غسل کرلیتا۔ چند بار ایسا کرنے سے شفایاب ہوجاتا۔مختلف طریقوں سے علاج روحانی کرتے اور مریض سے کسی طرح کا معاوضہ لینے کے روادار نہ تھے۔﴿ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء﴾

روحانی علاج کا طریقہ یہ بھی تھا کہ دوردراز کے لوگ فون یا موبائل سے اپنی پریشانیوں کا اظہار کرتے تو مریض کا نام اس کی ماں کا نام دریافت کرتے اور اپنے مخصوص طریقہ سے روحانی علاج کرتے اور مریض پورے طور پر شفایاب ہوجاتا۔اورکبھی پریشاں حال دکان یا مکان کی بندش کا خدشہ ظاہر کرتا تو آپ اسے تسلی دیتے، چند ہی دنوں بعد وہ خوشحال ہوجاتا۔خلاصہ یہ ہے کہ جسمانی وروحانی علاج سے خدمت خلق انجام دینا آپ کا معمول تھا۔''تصوف بجز خدمت خلق نیست''

تعمیری خدمات

حضور مخدوم ملت نے مکان ودوکان کی تعمیر کے بجائے مسجد ومدرسہ اور خانقاہ کی تعمیر میں نمایاں خدمت انجام دیا ہے۔

ع خوشا مسجد مدرسہ خانقاہ   کہ دروے بود قیل وقال محمد

مسجد اللہ کا گھر ہے اور مدرسہ اللہ کے رسول ﷺ کا گھر

ع بخدا خدا کا یہی ہے در   نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو   جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

اللہ کی عبادت کے لئے مسجد تعمیر کی جاتی ہے اور عبادت کا طریقہ مدرسہ میں سکھایا جاتا ہے اور خانقاہ میں اخلاص وللّٰہیت کی تربیت دی جاتی ہے۔حضور مخدوم ملت نے ۱۹۹۹ء میں شیتل پورہ میں مسجد کی تعمیر کی یونہی دارالعلوم مدرسہ مسجد شیخ سرور صاحب کی مسجد کی تعمیر میں اہم خدمت انجام دی اور دارالعلوم وارثیہ رضویہ شیتل گنج پوروا کی تعمیر وترقی آپ کی

سیادت وقیادت کا نتیجہ ہے۔اور مرشد گرامی حضور قطب ملّت کے مزار پاک اور اس کا خوب صورت گنبد اور خانقاہ کی جدید تعمیر آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔اور شہر سے باہر پراگی تالاب کے آگے جد کریم سید کمال الدین ابدال علیہ الرحمہ کا مزار مقدس ہے جس پر سنہرے گنبد کی تعمیر آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔

تصنیفی خدمات

حضور مخدوم ملت کی دینی، ایمانی، روحانی خدمتوں میں آپ کی وہ تصنیفات ہیں جو ہر دور میں مقبول ومحمود رہیں گی۔

تصنیفات کی مختصر فہرست

☆ تلاوت الوجود ☆ گوہر مسعود ☆ کشف روحانی ☆ رہنمائے عظیم ☆ قطب الحق ☆ شمع شبستان عظیم ☆ رہنمائے تصوف ☆ رسالہ اسرار مسعودی معروف بہ ضیاء البخاری المسعودی ☆ خلاصۃ التصوف ☆ درود مستغاث اور شمع معرفت

گیارہ کتابوں کے نام ملاحظہ کرنے کے بعد یہ ذہن ملتا ہے کہ حضور مخدوم ملت نے اپنی تمام تر خدمات کو اپنے مرشد گرامی حضور قطب ملت کے نام معنون فرمادیا ہے۔اس لئے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ دینی، علمی خدمات مرشد گرامی کے فیوض وبرکات کی وجہ سے ہیں۔ اگر ان کا کرم نہ ہوتا تو میں کبھی خدمت کے لائق نہ رہتا۔ چونکہ پیرومرشد پہلا زینہ ہوتا ہے مرید ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔گویا کہ اوپر سے فیوض وبرکات مرشد گرامی کے توسط سے پہونچیں گے۔

تصنیفات کی اہمیت

حضور مخدوم ملت کی ہر تصنیف اہمیت کی حامل ہے۔ انفرادی طور پر ہر ایک پر تبصرہ کرنا اس لئے مشکل ہے کہ کتاب کی ضخامت طویل ہو جائے گی۔ ہاں بعض کتابوں پر تبصرہ کرنا افادیت سے خالی نہیں۔

خلاصۃ التصوف:۔ یہ کتاب ۹۶ رصفحات پر مشتمل ہے۔ زبان سادہ اور معارف واسرار سے لبریز ہے۔ عناوین کچھ اس طرح ہیں۔

عالم مثال کیا ہے۔ کشف معنوی۔ مرید صادق کے لئے نصیحت۔ قرآن پاک کے رموز اور اسرار الٰہی کا خلاصہ۔ تصور شیخ۔ تن کی سات صفت ہیں۔ تن کے پانچ منزل۔ تن کے پانچ ناظر۔ نفس کی چار قسمیں۔ تن کی پانچ روحانی منزلیں۔ روح قدسی اور مقامات جسم۔ اذکار نفس اور لطائف کی سیریں۔ نماز پنجگانہ کا ذکر روحانیت۔ کلمۂ طیبہ میں لا۔ الہ کی تشریح۔ آئینۂ اسرار حق۔ ترکیب شغل آفتابی۔ ترکیب شغل برزخ۔ ترکیب شغل اسم اعظم۔ ذکر روح قدسی۔ نفس امارہ۔ مرکب نفس لوامہ۔ نفس مطمئنہ۔ عرفان حقیقت۔ مراقبہ مجاہدہ مشاہدہ مکاشفہ۔ صلوٰۃ دائمی اور صلوٰۃ معراج المؤمنین۔ مجاہدہ۔

مذکورہ بالا عناوین کے تحت قرآن وحدیث کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ جسے ملاحظہ کرنے کے بعد تصوف کے رموز واسرار کی معرفت ہوتی ہے۔ طالب صادق کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''مرید صادق جب بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جاتا ہے تو اسے سچے خواب نظر آتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ کی جانب سے بشارتیں ہونے لگتی ہیں اور نعمتیں عطا ہوتی رہتی ہیں۔ اور جب مرید پر محویت طاری ہو جاتی ہے تو ذکر قلبی اور عبادت کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ پھر پیر ومرشد کے نور پاک سے قلب منور ہو جاتا ہے۔ اور

یکسوئی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب مرید اپنے پیر کو جان سے زیادہ عزیز سمجھ لیتا ہے۔ پیر کا تصور ہر وقت ہر حال میں ہونا چاہئے تا کہ قلب ہر برائی سے پاک ہو جائے اور عشق یاد الٰہی میں غفلت نہ ہو۔ جس مقام پر مرید مجاہدہ ومراقبہ سے سو سال میں نہیں پہونچ سکتا تھا مگر اس مقام پر ایک منٹ یا چند ساعت میں پہونچا دیتا ہے۔

شیخ کامل باخبر اور صاحب بصیرت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ روشن ضمیر اور راہ حق کا کامل رہنما ہوتا ہے۔ اس کی نگاہ ہمیشہ اپنے مریدوں پر ہوا کرتی ہے۔ اس لئے مرید کو ہر وقت با ہوش ہونا چاہئے۔ ہمیشہ ذکر قلبی اور مشاہدہ ومراقبہ میں وقت گزارے تا کہ روشنی ظاہر ہو۔ اور پیر ومرشد کی توجہ سے قلب روشن ہو جائے۔ پیر ومرشد سراپا عشق ہے۔ جس سے مرید پر عشق کی آگ لگا دیتا ہے تو مرید رفتہ رفتہ منزل بمنزل عشق کی لذت پا کر فنا فی الشیخ ہو کر بقا تک رسائی پا لیتا ہے۔ یہ درجہ قرب الٰہی سے مل جاتا ہے''۔

طالب صادق کے لئے نصیحت کا طریقہ ملاحظہ کر لینے کے بعد یقین کامل ہو جاتا ہے کہ حضور مخدوم ملت دریا کو کوزہ میں بند کر کے ''خلاصۃ التصوف'' تصنیف فرمایا ہے۔ اگر کوئی طالب صادق پوری کتاب کو مطالعہ کرنے کے بعد عمل پیرا ہو جائے تو تصوف کی کسی کتاب کو مطالعہ کرنے کی حاجت محسوس نہ کرے گا۔ اس لئے کہ طریقت کے رموز واسرار پورے طور پر دستیاب ہو جانے کے بعد فنا وبقا کی منزلوں پر فائز ہو جائے گا۔

شغل نفس امارہ۔ مرکب نفس لوامہ۔ مرکب نفس ملہما۔ مرکب منزل لاہوت۔ نفس مطمئنہ۔ قلب ودل۔ ہود برزخ، کی جو شکلیں اس کتاب میں ہیں شاید کسی اور کتاب میں دستیاب نہ ہوں۔

حضور مخدوم ملت نے خود تجربہ کیا اور ایک طالب صادق کے لئے اپنے تجربات کی روشنی میں رقم فرما کر وہ کارنامہ انجام دیا۔ جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

رہنمائے تصوف (حصہ اول)

حضور مخدوم ملت نے رہنمائے تصوف کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ حصہ اول جو ۶۴ رصفحات پر مشتمل ہے۔ پیرایۂ بیان آسان ہونے کے باوجود علمی ہے۔ گویا کہ سخت ترین مسائل تصوف کو طالب حق کے ذہن و دماغ میں منتقل کرنے کا فن حضور مخدوم ملت کو حاصل تھا۔ مثلاً تصوف کی اصطلاح میں ''شغل سرمدی'' کسے کہتے ہیں۔ اہل فن تمہیدات کا سہارا لینے کے باوجود سمجھانے میں دقت و پریشانی محسوس کرتے ہیں جبکہ حضور مخدوم ملت کسی پریشانی کا احساس کئے بغیر قصہ وکہانی کے طور پر بیان کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''یہ صورت سرمدی ندائے غیبی یا آ کاش وانی سے شروع ہوتی ہے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے کوہ طور پر سنی تھی۔ اس وقت شاغل کا نبیاء بنی اسرائیل کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور شاغل کو رفتہ رفتہ بیسوں آواز سنائی دیتی ہیں۔ ان آوازوں میں کوئی نہ کوئی آواز قائم ہو جاتی ہے جو شاغل کو مرغوب ہو جاتی ہے۔ صورت سرمدی کے ذریعہ سے انبیاء کرام پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اور اولیائے کرام کو اسی کے ذریعہ سے الہام ہوتا ہے۔ کسی وقت بعض انبیائے کرام کو بعض وحی کے الفاظ پورے طور پر سمجھ میں نہیں آتے تو اس کو سمجھنے کے لئے دوسرے وحی کا انتظار کیا جاتا تھا۔ یونہی بعض اولیائے کرام کی سمجھ میں الہام غیبی کے الفاظ نہیں آتے تو اس وقت تک پریشان رہتے جب تک دوسرے الہام کے ذریعہ وہ ارشادات صاف طور پر سمجھ میں نہ آجائیں۔ بس اللہ کے دوستوں کے درمیان بات چیت کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ جو صدقہ ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا''۔ (رہنمائے تصوف حصہ اول ص ۲)

اسی طرح حضور مخدوم ملت نہایت صاف ستھرے الفاظ میں دقیق ترین مسائل تصوف کو سمجھا دیتے ذرا سرسری طور پر حصہ اول کا جائزہ لیا جائے۔

بزرگان دین کا فرمان اسرار معرفت ہے۔ اس عنوان کے تحت حضرت مالک بن دینار،

حضرت داؤد طائی، حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہم اللہ کے ارشادات گرامی کو پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اولیائے کرام کے ارشادات عالیہ معرفت کے رموز و اسرار ہیں۔ اس لئے کہ اولیائے کرام کی نگاہ لوح محفوظ پر ہوتی ہے۔

''یقین لازم ہے صحت جسم اور صحت روح کے لئے''

اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص دن میں دس مرتبہ **لاالٰہ الااللہ** پڑھ لے اور یقین نہ ہو تو کچھ حاصل نہیں۔ اگر عبادت کا ذوق بے یقینی کے ساتھ ہو تو اس سے بہتر سو جانا ہے۔ یونہی یقین کے ساتھ سجدہ نہ کرے تو پوری زندگی کا سجدہ بیکار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یقین کا مظاہرہ کیجئے۔ اے رب میں تیری طرف آرہا ہوں۔ **رب ھب لی من الصالحین**۔ میرے رب ایک صالح بیٹا دے۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ حضرت ابراہیم کا رب کی طرف جانے میں اور بیٹا مانگنے میں ربط کیا ہے؟ تو سنئے: حضرت ابراہیم علیہ السلام سن ایاس کو پہونچ چکے تھے۔ عربی میں زندگی کے چند زمانے ہیں: بچپنے کو غلام کہتے ہیں، کچھ اور بڑا ہوا تو طفل، کچھ اور بڑا ہوا تو شاب اور چالیس سال کے بعد شیخ، پھر کہول، اور کہول سن ایاس پر پہونچنے والے کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی بیوی بھی بوڑھی ہو چکی تھیں۔ لیکن یقین اس پر: ''اے میرے پروردگار اب مجھے صالح بیٹا عطا فرما دے تاکہ میرے یقین کا امتحان ہو جائے۔

غرضیکہ بیٹا عطا ہوا۔ **فلما بلغ معه السعی**۔ جب بیٹا ساتھ میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو خواب دیکھا۔ اپنے بیٹے کو مذبح لے گئے اور فرمایا ''**یابنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری**'' اے میرے لخت جگر میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے ذبح کر رہا ہوں۔ بول اس میں تیرے کیا رائے ہے؟ وہ بیٹا جو سراپا صابر تھا عرض کرتا ہے ''**یاابت افعل ماتؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصٰبرین**'' اے والد محترم آپ ضرور حکم بجالائیں، میں انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں

سے ہوں گا۔ باپ ہوتو ایسا بیٹا ہوتو ایسا۔ خواب کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ حکم رب سمجھ رہے ہیں۔ اور بیٹا جس نے خواب نہیں دیکھا اس کو باپ پر کتنا یقین کہ میرا باپ غلطی نہیں کرسکتا۔

حضرت مولیٰ علی شیر خدا فرماتے ہیں: "**الاسلام هو التسليم و التسليم هو اليقين واليقين هو التصديق**" اسلام نہیں مگر تسلیم، تسلیم نہیں ہے مگر یقین، اور یقین نہیں ہے مگر تصدیق۔ جب بیٹے کو لٹا دیا۔ **فلما اسلما وتله للجبين** ۔ جب دونوں نے تسلیم کیا۔ **والتسليم هو اليقين** ۔ دونوں نے تسلیم کیا تو آواز غیبی آئی۔ **يا ابراهيم قد صدقت الرويا انا كذلك نجزی المحسنين** ۔ اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچ کر دیا اور ہم نیکوکاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ (رہنمائے تصوف ص ۱۵، ۱۶، ۱۷)

رہنمائے تصوف کے دو عناوین کے مندرجات کو ملاحظہ کر لینے کے بعد یقین کامل ہو گیا کہ پوری کتاب قرآن وحدیث کا مجموعۂ مرکب ہے۔ اور ہر مسئلہ کو اذعان و یقین کی منزل تک پہونچانا حضور مخدوم ملت کا عظیم کارنامہ ہے۔ اب سرسری طور پر چند عناوین کو ملاحظہ فرماتے چلیں:

نمرود نے جب آگ لگائی۔ کلمۂ طیبہ کا بیان۔ بیان تکبیر۔ بیان رکوع۔ بیان سجدہ۔ بیان ذکر۔ بیان وضو۔ بیان غسل۔ رَجَس دم۔ رموز عشق و اسرار معرفت۔ علم لدنی۔ وحدۃ الوجود۔

مذکورہ بالا عناوین کے تحت علم و فضل کی موسلا دھار بارش میں منور و مجلیٰ ہو کر بقا باللہ کی سعادتیں حاصل کرنے کا نسخہ کیمیا عطا فرما کر مخدوم ملت کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

ع ابر رحمت جن کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

رہنمائے تصوف (حصہ دوم-سوم)

حصہ دوم چھیانوے ۹۶/صفحات پر مشتمل ہے جبکہ حصہ سوم میں چوراسی ۸۴/صفحات ہیں۔ دونوں حصوں میں تصوف کے دقیق مسائل سے صرف نظر کرتے ہوئے بزرگان دین کے معمولات کو اس ڈھنگ سے پیش کیا ہے کہ پڑھنے کے بعد اس کے مصنف حضور مخدوم ملت عظیم المرتبت محدث و مفسر اور فقہ اسلامی کے تاجور نظر آتے ہیں۔ مولانا روم نے سچ فرمایا ہے: "لوح محفوظ است پیش اولیاء"۔ یہی وجہ ہے کہ حضور مخدوم ملت جس مسئلہ کو جس ڈھنگ سے بیان کرنا چاہتے تھے بلا تکلف بیان کر دیتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ولایت و کرامت کے تاجور تھے۔ قرآن مقدس کی تفسیریں، تاجدار مدینہ ﷺ کے ارشادات اور ائمہ کرام کے فرمودات ان کے پیش نظر تھے۔ ہمہ وقت ذکر و فکر میں مشغول رہنے والے کو مطالعہ کتب کی فرصت نہیں مگر جب ضرورت پڑتی تو علم و حکمت کے دریا بہانے میں تکلف سے کام نہیں لیتے۔ اس لئے کہ "لوح محفوظ است پیش اولیاء"

کتاب کے عناوین پیش نظر ہیں:

نورانیت کی ایک جھلک۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ کی نعمت ہیں۔ حضور ﷺ سراپا نور ہیں۔ میلاد مبارک پڑھنا جائز ہے۔ حضور ﷺ کا حلقۂ اقدس۔ حضرت آدم نے سب سے پہلے میلاد مبارک منعقد کی۔ حضور ﷺ کا علم غیب۔

مذکورہ بالا عناوین کی طرح بیس سے زائد عناوین پر محدثانہ و فقیہانہ انداز میں گفتگو اس طور پر کی ہے کہ بزرگان دین، اولیاء کرام کے عقائد و معمولات کتاب وسنت کے عین مطابق ہیں۔ بطور اختصار چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

متبرک کپڑے میں کفن کا حکم

متبرک کپڑے میں کفن دینا جائز ہے۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۳۹، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف میں یہ حدیث مذکور ہے:

"عن ابن عطیه الانصاریه رضی الله عنها قالت دخل علینا رسول الله ﷺ حین توفت ابنته فقال اغسلنها ثلٰثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رائتین ذلک بماء اوسدر واجعلنها فی الآخرة کافورا اوشیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناه فعطاناه حقوه فقال اشعرنها ایاه تعطنی ازاراه".

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ جس وقت حضور ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ خالص پانی یا بیر کے پتے سے جوش دیئے ہوئے پانی سے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ غسل دو اور اگر ضرورت دیکھو تو اس سے زیادہ اور آخر میں کافور لگاؤ اور جب غسل دینے سے فارغ ہونا تو مجھے خبر دینا، جب حضور ﷺ کو غسل سے فراغت پر مطلع کیا گیا تو آپ نے اپنا تہبند مبارک عنایت فرمایا کہ اسے بدن سے متصل رکھو۔ یہ طریقہ باعث برکت اور باعث نجات ہے۔

علامہ قسطلانی شرح بخاری جلد دوم ص ۲۱۵ میں فرماتے ہیں: **"انما فعل ذلک لینالها برکة ثوبه"** حضور ﷺ نے ایسا اس لئے کیا تا کہ آپ کے مبارک کپڑے سے برکت حاصل ہو۔ امام نووی شرح مسلم جلد اول ص ۲۰۵ میں تحریر فرماتے ہیں: **"والحکمة فی اشارها به تبریکها به ففیه التبرک باثار الصالحین ولباسهم"** حضرت زینب کو تہبند مبارک پہنانے میں حکمت یہ ہے کہ اس لباس کے سبب برکت دینا ہے۔ اسی سے صالحین اور ان کے لباس سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت

فراہم ہو رہا ہے۔

بخاری شریف جلد اول ص ۱۴۱ میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چادر نذر کرنے اور حضور ﷺ کا زیب تن فرمانے پھر ایک صحابی کے مانگنے اس پر قوم کا اعتراض کرنے کا واقعہ مذکور ہے۔ جس صحابی پر قوم نے اعتراض کیا تھا ان کا جواب ملاحظہ فرمائیں: "انی واللہ ماسئلتہ لالبس انما سئلتہ لتکون کفنی قال سہل فکانت کفنہ" سائل نے کہا بخدا میں نے اپنی زندگی میں پہننے کے لئے نہیں مانگا ہے بلکہ اس لئے مانگا ہے کہ یہ متبرک کپڑا میرا کفن ہو جائے۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ اسی متبرک کپڑا کو ان کا کفن بنایا گیا ہے۔ اسی لئے بزرگان دین اپنے خلفاء و مریدین کو اپنا کچھ لباس عطا فرماتے ہیں تا کہ اس کی برکت سے فیوض روحانی حاصل ہو جائے۔ (رہنمائے تصوف حصہ دوم ص ۸۲-۸۱)

رہنمائے تصوف حصہ دوم کا مختصر اقتباس ملاحظہ فرما لینے کے بعد شک وشبہ کی گنجائش نہ ہوگی کہ حضور مخدوم ملت تفقہ فی الدین میں یکتائے روزگار ہونے کے ساتھ عظیم المرتبت محدّث تھے۔ صحاح ستہ کی مستند و معتبر حدیثیں اور ان کے شروح و حواشی ہمہ وقت ان کے پیش نظر ہوتیں۔ ہر مسئلہ کی تحقیق ائمہ کرام کے بیان کردہ اصول کے مطابق کرنے میں کسی طرح کی دقت محسوس نہ کرتے۔ رہنمائے تصوف سے ایک اقتباس اور ملاحظہ فرمائیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور علم غیب

سوال یہ ہے کہ نبی کسے کہتے ہیں؟ الجواب **"النبوة هی الاطلاع علی الغیب"** نبوت غیب پر اطلاع کا نام ہے۔ علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب الدنیہ میں اور امام احمد بن حجر "**الجواهر المنظم**" ص ۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں: **"هو خلیفة الله الاعظم الذی جعل خزائن کرمه وموائد نعمه طوع یدیه وارادته یعطی من یشاء"** حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم ہیں کہ رب کے خزانے اور اس کی نعمتیں حضور ﷺ

ہاتھوں میں ہیں جس کو چاہیں دیں۔

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دانائے غیوب ہیں، مالک ومختار، قاسم ومتصرف، حاکم وخلیفۂ اعظم ہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضورﷺ نے ارشادفرمایا: ”**فرأیته عزوجل وضع کفه بین کتفی فوجدت بردا نامله ثری فتجلی لی کل شیء وعرفت**“ میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی تو میں نے تمام چیزوں کو پہچان لیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں ”**هٰذا حدیث حسن صحیح**“ اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی معراج منامی کے بیان مین ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں: ”**فعلمت ما فی السماوات والارض**“ جو کچھ آسمانوں اورزمین میں ہے سب میرے علم میں آ گیا۔ امام احمد مسند میں اور ابن سعد طبقات میں اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”**لقد ترکنا رسول الله صلی الله علیه وسلم وما یتحرک طائر جناحیه فی السماء الاذکر لنا منه علما**“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمایا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض وشرح زرقانی للمواہب میں ہے: ”**هٰذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلا تارة واجمالا اخریٰ**“ ایک مثال دی ہے اس کی کہ حضور نبی آخرالزماںﷺ نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔

طبرانی معجم کبیر اور نعیم بن حماد کتاب الفتن اور ابونعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں: ”**ان الله قد رفع لی الدنیا فاناانظر الیها والیٰ ماهو کائن فیهاالی یوم القیامة کانماانظر**

الی کفی هٰذه جلیا من الله جلاه لنبیه کما جلاه لنبیین من قبله“ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو اٹھادیا ہے میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیﷺ کے لئے روشن فرمادی ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے لئے روشن تھی۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ ”سماوات والارض“ آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا ان سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا ہوا اور اللہ جل جلالہ نے علم ما کان وما یکون کو اپنے محبوبوں کو پیش فرمادیا۔ مثلاً شرق سے غرب تک، سماک سے سمک تک، ارض سے فلک تک، اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے سب عطا فرمادیا۔

”مشتے نمونے از خروارے“ کے طور پر صرف دو اقتباسات کے کچھ حصوں کو ملاحظہ کر لینے کے بعد اذعان ویقین ہو گیا ہوگا کہ حضور مخدوم ملت علم لدنی سے منور مجلی تھے۔ ورنہ عابد شب زندہ دار، دن میں خلق خدا کا خدمت گزار کو علمی مسائل کی گتھیاں سلجھانے کے لئے مطالعہ کی فرصت کہاں۔ سچ فرمایا مولانا روم نے:

ع لوح محفوظ است پیش اولیاء

کشف روحانی

حضور مخدوم ملّت کی آخری تصنیف ہے جو ایک سو چوبیس ۱۲۴ر صفحات پر مشتمل ہے۔ کشف روحانی اسم بامسمّٰی ہے اس کے مندرجات پر عمل پیرا روحانی کشف وکرامت سے مستفیض ومستنیر ہوگا۔ اس لئے کہ یہ تصنیف روحانیت کے تاجدار کی ہے۔ جو مادیت سے علاقہ وتعلق کو منقطع کر کے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی منزل پر فائز ہیں۔ آپ کی تحریر شک و ارتیاب سے بالاتر ہے۔ اس لئے کہ آپ مشاہدہ کی بنیاد پر گفتگو کرتے ہیں۔

روحانیت کے جن اصول وضوابط کو تحریر فرمایا ہے خود اس پر عامل اور تجربات ومشاہدات کی منزل سے گزر کر طالبین حق کے لئے تحفۂ جانفزا پیش کر کے مسرور وشاداں نظر آتے ہیں۔ کشف روحانی کے چند عناوین ملاحظہ فرمائیں:

انسان کی حقیقت۔ شغل از خود رفتن۔ ذکر قلندری برائے ابدالیت۔ دعوت اہل قبور۔ سلطان الاذکار حبس دم۔ عملیات طلسمات روحانی۔ فراخی رزق کے لئے تحفہ۔ طلسم نورانی کمالیہ۔ شان ولایت۔ تصرفات بزرگان دین۔ دعاء سیفی۔ دعاء حیدری استخارۂ قطبیہ۔ طلسم عجیب النفع۔ حرف الف کی طلسماتی طاقت۔ خصوصیات عارف.

علوم وفنون میں مہارت تامہ

حضور مخدوم ملت کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے کے بعد یقین کامل ہوجاتا ہے کہ جسم و جسمانیت کے اعتبار سے ہلکا پھلکا مرد درویش علوم وفنون کے لحاظ سے عظیم تر ہے۔

علم حدیث میں مہارت

حضور مخدوم ملت جب کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہیں تو لگتا یہ ہے کہ صحاح ستہ کے ساتھ دیگر سنن ومستندات اور ان کے شروح وحواشی آپ کے پیش نظر ہیں۔ جہاں جس کی ضرورت

پڑتی ہے بلا تکلف پیش کرتے رہتے ہیں۔ ایسے محدث عظیم کی عظمت وشوکت کو ہمالہ کی چوٹیاں جھک کر سلام کرتی ہیں۔

عنوان: قبر پر پانی یا عرق گلاب چھڑکنا جائز ہے

اس عنوان کے تحت مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۴۹، مرقات شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۳۷۷، اور اسی سے صفحہ ۳۷۵، اور ابن ماجہ، لمعات حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۹، وفاء الوفاء جلد دوم صفحہ ۸۹، طبرانی، ابن حبان، حاکم، معجم کبیر، دلائل النبوۃ، مرقات شرح مشکوٰۃ، جیسی مستند کتابوں کے حوالوں سے ثابت فرمایا کہ قبر پر پانی یا عرق گلاب چھڑکنا جائز ہے۔ (رہنمائے تصوف حصہ دوم صفحہ ۸۵،۸۶،۸۷)

علم فقہ میں مہارت

علم فقہ میں مہارت کا مطلب یہ ہے کہ علوم عربیہ نحو، صرف، بلاغت، عروض، میں مہارت تامہ کے ساتھ قرآن وحدیث اور تفسیر میں مہارت ہو۔ اگرچہ ائمہ اصول وائمہ مذہب صدیوں قبل گزر چکے ہیں پھر بھی ائمہ کرام کے متخرجہ مسائل کی تطبیق کے لئے علم وافر کی ضرورت ہے۔ یونہی کتب فقہ وفتاویٰ کی تفہیم آسان نہیں ہے۔ حضور مخدوم ملت نے سیدنا مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمہ سے علم فقہ حاصل کیا اور محنت وجانفشانی سے درسی وغیر درسی کتابوں کو سمجھا اور ایسے ماہر وکامل ہوگئے کہ جو مسئلہ درپیش ہوتا اسے مستند کتابوں کی روشنی میں حل کر دیتے۔

سیدنا مفتی اعظم کانپور کے توسط سے حضور صدر الشریعہ اور سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی کے فیوض وبرکات کی موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔ صرف ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

سوال:۔ ماں باپ کی قبر اور مزارات پر پھول چڑھانا کیسا ہے؟

حضور مخدوم ملت نے جواز کا فتویٰ دیا۔ اولاً اپنے دعویٰ کے ثبوت میں چند حدیثوں کو پیش کیا۔ خصوصاً مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، اشعۃ اللمعات، ارشاد الساری شرح بخاری، کی حدیثوں کو پیش کرنے کے بعد فقہی کتابوں کے حوالوں کو اس طرح پیش کیا ہے: **”وضع الورد والریاحین علی القبور حسن“** گلاب اور خوشبودار پھول قبر پر رکھنا بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تخفیف عذاب کے لئے ایسا کیا ہے۔ مگر اس زمانہ میں گنہگاروں کی قبر پر کوئی پھول نہیں ڈالتا جبکہ پھول ڈالنا بہتر ہے۔ کنز العباد وفتاویٰ الغرائب میں ہے: **”وضع الورد والریاحین علی القبور حسن لانه ما دام رطبا یسبح ویکون للمیت تسبیحه انس“** گلاب کا پھول اور دوسرے پھولوں کو قبور پر رکھنا بہت اچھا ہے اس لئے جب تک تر وتازہ ہے خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ اس سے مردے کا جی بہلتا ہے۔

تسبیح کا اصل فائدہ نزول رحمت وانس میت ہے اور ہر شخص کو ہر حال میں اس کی ضرورت ہے۔ کوئی کسی مرتبہ پر پہونچ گیا ہو مگر رحمت باری سے وہ بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ ہر شخص کو اس سے فائدہ پہونچتا ہے۔ گناہگار معذب کے لئے تخفیف یا دفع عذاب اور مرحوم ومغفور کے لئے رفع مراتب وترقی درجات اور مزید اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے: **”یکره قطع الحشیش الرطب من المقبرة فان کان یابسا لاباس به لانه ما دام رطبا یسبح فیونس المیت“** اور فتاویٰ بزازیہ کتاب الکراہۃ میں ہے: **”قطع الحشیش من المقابر یکره لانه یسبح ویندفع به العذاب من المیت“** فتاوی عالگیری میں فتاویٰ قاضی خان سے منقول ہے: **”یکره قطع الحطب والحشیش من المقبرة فان کان یابسا لاباس به“** تر گھاس کا قبر سے کاٹنا مکروہ ہے۔ اگر خشک ہے تو حرج نہیں۔

علامہ شامی رد المحتار جلد اول صفحہ ۸۴۶/ میں تحریر فرماتے ہیں: **”یکره ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس کما فی البحر والورد شرح المنیة وعلاه فی الامراد فانه مادام رطبا یسبح الله فیونس المیت وتنزل بهٰذه الرحمة ونحوه فی الخانیة“** تر گھاس اور سبزی کا مقبرہ سے کاٹنا مکروہ ہے۔ خشک کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے۔ جیسا کہ بحر الرائق اور درر اور شرح منیہ میں ہے اور اس کی حرمت امداد المفتاح میں یہ بیان کی گئی ہے کہ جب تک گھاس تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور اس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذکر کی وجہ سے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ (رہنمائے عظیم صفحہ ۱۰ تا ۱۴)

مذکورہ بالا اقتباس کو ملاحظہ کرنے کے بعد شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ صوفی مشرب بزرگ حضور مخدوم ملت عظیم المرتبت فقیہ ہیں۔

﴿ذلک فضل الله یوتیه من یشاء﴾

علم التعویذ میں مہارت

بزرگان دین کا علم التعویذ میں مہارت حاصل کرنے کا مقصد خدمت خلق رہا ہے۔ ویسے یہ فن دقت طلب ہے۔ مثلث کروی اور تکسیر وغیرہ میں مہارت بہت کم لوگوں کو حاصل رہی ہے۔ ہر دور میں تعویذ لکھنے والوں کی کمی نہیں مگر نقوش کے استخراج کی صلاحیت کم لوگوں کے اندر رہی ہے۔ بزرگان دین واولیاء کرام کی نگاہ کیمیا اثر سے بدتر حالات بہتر ہوجاتے ہیں۔ ع نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

انھیں تعویذ کے ذریعہ علاج کرنے کی ضرورت نہیں۔ اپنی ولایت وکرامت کو چھپانے کے لئے تعویذ کا سہارا لیتے ہیں۔ مگر ہزار اخفاء کے باوجود اہل نظر کی نظر سے مخفی نہیں ہو پاتے۔ اس لئے کہ تعویذ ہی کرامت ہوجاتی ہے۔ بہرحال بزرگوں کا فیضان جاری ہے۔

جن نقوش کو مستخرج فرما دیا ان کے ذریعہ علاج کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ حضور مخدوم ملت نے سیکڑوں نقوش کا استخراج فرمایا اور پچاسوں عملیات پر تجربہ کیا۔ ہزاروں بیمار آپ کی بارگاہ سے شفایاب ہوئے۔ نقوش و عملیات کے تجربات کو مرتب فرما کر ''شمع شبستان عظیم'' کے نام پر اس لئے شائع کیا کہ عملیات سے دلچسپی رکھنے والے اس کتاب کے ذریعہ فائدہ حاصل کرنے کے بعد مخلوق خدا کی خدمت پر مامور ہونگے۔

ع تصوف بجز خدمت خلق نیست

فن شاعری میں مہارت

حضور مخدوم ملت فن شاعری میں یکتائے روزگار تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت امیر خسرو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شاعری برائے شاعری کے بجائے حمد و نعت اور سلوک و معرفت اور بزرگان دین کی منقبت کے لئے اپنے جذبات و خیالات کو حسین و جمیل پیرایہ میں ڈھالنا آپ کا شیوہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شعر مشک بار، صدا بار نظر آتا ہے۔ اردو، فارسی، دونوں زبان میں یکساں عبور رکھنے کے باعث جب چاہتے ہیں بلا تکلف جذبات عشق و محبت کو پیش کر دیتے تھے۔ حمد و نعت اور معرفت و منقبت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

حمد رب ذوالجلال عزوجل

حمد کرتا ہوں ادب سے میں تیری رب العلیٰ
تیرا ثانی ہے نہیں، واللہ کوئی دوسرا
ایک لفظ کن سے پیدا کردیا سارا جہاں
بندگان خاص کو اپنا بنایا رازداں

ہوگئی سر تا بپا بحر وحدت میں غریق
گوہر یکتا بنی طے کر کے دریائے عمیق
ہوگئی ہستی فنا قطرہ جو دریا میں گرا
ظاہراً کہنے کو بس ایک نام باقی رہ گیا
ہے یہ نکتہ خاص اب کیا ہوگئی وہ اے رفیق
فہم ظاہر سے سمجھنا دور ہے اس کا شفیق
بےخودی کہتی ہے کہہ دے صاف کیوں خاموش ہے
اہل دل تجھ کو کہیں گے یہ بڑا حق پوش ہے
بزم عشاقان حق میں ہوگئی بدنامی تیری
کیا رہا باقی بتادے جب خودی جاتی رہی
اور دوئی مانع ہے اس کی کر نہ تو اظہار حق
ہر اک صورت جدا پڑھ لے شریعت کا سبق
یک بیک نازل ہوئی رحمت خدائے ذوالجلال
ہوگیا کثرت میں پیدا مجھ کو وحدت کا خیال
غنچہ سربستہ کی صورت کلی دل کی کھلی
وارثی نقشہ کھینچا پیدا ہوئی بوئے علی
واصلان حق نے کردی عظیم الدین پہ رحمت کی نظر
ورنہ اس لائق کہاں تھا عاشق خستہ جگر

نعت شریف

نور ہے نام خدا احمد سراپا نور ہے   نور کا بھیجا ہوا ہے اور آیا نور ہے
روئے زیبا نور ہے قدِّ دل آرا نور ہے   سر سے لے کر پاؤں تک محبوب اس کا نور ہے
دیکھئے ذروں کو بھی چمکا دیا خورشید نے   ہر صحابی نور ہے صحبت سے گویا نور ہے
بے گماں آل پیمبر بھی سراپا نور ہے   قطرہ قطرہ نور ہے تو موج دریا نور ہے
کیوں نہ چمکیں ان کے چہرے کیوں نہ ہو روشن ضمیر   اولیاء اللہ کے سینوں میں اس کا نور ہے
حیف ہے جو جاکے طیبہ میں رہا محروم دید   ہم تو اس دل ہی میں دیکھا خدا کا نور ہے
دیکھنا ہو جس کو جاکر دیکھ لے طیبہ میں نور   نور کا دربار ہے ہر سمت چھایا نور ہے
دل میں موجیں اٹھ رہی ہونگی شعائیں نور کی   یہ وہ چشمہ ہے عظیم جس سے ابلتا نور ہے

منقبت

الٰہی جس دم لبوں پر دم ہو زبان پر ہو ثنائے وارث
کہ دل میں شوق وصال وارث ہو آنکھ محو بقائے وارث

جہاں میں اپنی نظر سے گزرے ہزاروں خوشرو حسین لاکھوں
مگر نہ دیکھی یہ شان وخوبی جدا ہے سب سے ادائے وارث

عظیم مشکل میں کام آئے کرے غریبوں کی دستگیری
نہ کوئی مونس نہ کوئی یاور سوائے ایک ذاتِ وارث

السلام ائے وارث عالم پناہ   السلام ائے واقف راز نہاں
السلام ائے مظہر انوار حق   السلام ائے مصدر اسرار حق
السلام ائے معدن صدق و صفا   السلام ائے مخزن علم و حیا
السلام ائے ماہ تاباں السلام   السلام ائے شاہ خوباں السلام
السلام ائے ابر رحمت السلام   السلام ائے بحر شفقت السلام

نماز معرفت

لائق دیدار اول دیدہ کن   دیدۂ دیدار اذان دیدہ کن
اپنے دل کی آنکھ کو پہلے دیدار کے لائق بنا   پھر اس دل کی آنکھ سے اس کا دیدار کر
ایں نماز عارفاں با دل حضور   فرض عین است ایں نماز بالضرور
عارفوں کی نماز دل کی حضوری کے ساتھ ادا   ہوتی ہے ایسی نماز حقیقتاً فرض عین ہے
بے سر سجدہ بود ہم بے جبیں   نیست آنجا آسماں ونے زمین
بغیر سر اور پریشانی کے سجدہ کیا جاتا ہے   کیونکہ لامکاں میں زمین وآسماں نہیں ہے
بے سر سجدہ کنم حاضر خدا   ایں نماز عارفاں راز بقا
میں اللہ تعالیٰ کے حضور بغیر سر کے سجدہ کرتا   کیونکہ عالم بقا میں عارفوں کی نماز اس طرح ادا ہوتی ہے
بے چشم بینم بخوانم بے زباں   معرفت لاہوت ایں است کاملاں
میں بغیر آنکھ کے دیکھتا ہوں اور بغیر زباں   اس سے گفتگو کرتا ہوں لاہوت کی معرفت یہی ہے
سجدۂ نور است در رویت مدام   قبلہ در قبلہ بود قبلہ مدام
سجدۂ نور کے سامنے اور دیدار ہمیشہ ہوتا ہے   اور قبلہ میں قبلہ کا مکمل قبلہ ہوتا ہے
نفس نورش قلب نورش روح نور   اہل نوری را نمازی شد حضور
جس کا نفس و دل روح ہو جاتی وہ   نورانی ہے اس کی نماز اس کے سامنے حضور کے ساتھ ہوتی ہے
آنکس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست   فتویٰ ہمی دہم کہ نمازش قضا شود
جس شخص کی نماز میں اللہ اور اس کے   رسول کا جلوہ نظر نہ آئے وہ نماز قضاء ہے

شجرہ شریف

شجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فى السماء.

شجره عاليه خاندان سلسلۂ چشتيه وقادريه گلزاريه كماليه برحق جعفريه

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اللهم صل على سيدنا مولانا محمد ن النبى واٰله وبارک وسلم

لااله الا الله محمدرسول الله

یا الٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
شافع محشر محمد مصطفیٰ کے واسطے

نور پاک مصطفیٰ مولیٰ علی کے واسطے
اور حسن بصری امام با صفا کے واسطے

معرفت اپنی عطا کر عشق حبیب عجمی مجھے
خواجہ داؤد طائی حق نما کے واسطے

رنگ بوئے مصطفیٰ حضرت خواجہ جنید
خواجۂ بو بکر شبلی پر ضیاء کے واسطے

عشق کامل کر عطا عبد واحد کے طفیل
پیر کا طرطوس آئی پارسا کے واسطے

کنت کنزا مخفیا بوالحسن قدرت نما
شاہ سید بو سعید غوث الوریٰ کے واسطے

سیرت نور نبی غوث الاعظم دستگیر
قطب عالم عبدالرزاق نور ہدیٰ کے واسطے

عاشق عشق نبی سید محمد جعفر علی
چشم بینا دے سید محمد برحق علی کے واسطے

ہادی راہ طریقت گلزار شاہ بیشک علی
شاہ کمال الدین عارف مقتدا کے واسطے

عبدالرزاق شاہ ثانی اولیاء کے واسطے
قطب دوراں قطب الدین پیشوا کے واسطے

صد صلوٰۃ وصد سلام کل انبیاء کے واسطے
جام وحدت دے عظیم بے ریا کے واسطے

شجرہ شریف

گلزاریہ کمالیہ برحق

مظہر کشف وکرامت حضور سید کمال الدین ابدال چشتی پانی پتی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الٰہی بحرمت راز ونیاز حضور سرور کونین امام القبلتین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲/ربیع الاول شریف ۱۱ھ بروز دوشنبہ، عمر شریف ۶۳/سال، مدینہ منورہ

(۲) الٰہی بحرمت راز ونیاز حضور اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب شیر خدا مشکل کشا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم، ۲۱/رمضان المبارک بروز جمعہ ۴۰ھ نجب شریف

(۳) حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ ۵/رجب المرجب ۱۷۲ھ بصرہ

(۴) حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ ۵/رجب المرجب ۱۸۰ھ بصرہ

(۵) حضرت خواجہ داؤ طائی قدس اللہ سرہ ۳۰/رمضان المبارک ۲۵۰ھ بغداد شریف

(۶) حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ ۲۷/رجب ۳۳۴ھ بغداد شریف

(۷) حضرت خواجہ شیخ ابوبکر شبلی عبداللہ ۲۷/ذی الحجہ ۳۳۴ھ بغداد شریف

(۸) حضرت خواجہ ابوالقاسم عبدالواحد یمنی ۲۶/ربیع الاول ۳۶۷ھ

(۹) حضرت خواجہ ابوالفرح طرطوس ۱۵/محرم الحرام ۴۴۷ھ طرطوس شریف

(۱۰) حضرت خواجہ ابوالحسن قرشی ہنکاری ۲۵/محرم الحرام ۴۸۶ھ ہنکار شریف

(۱۱) حضرت خواجہ ابوسعید مخزومی ۱۱/ربیع الاول ۵۵۰ھ واسط شریف

(۱۲) حضرت سرکار غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی ۱۱/ربیع الثانی ۵۱۱ھ بغداد شریف

(۱۳) حضرت خواجہ سید عبدالرزاق قطب عالم ۱۶/شوال ۶۲۳ھ بغداد شریف

(۱۴) حضرت خواجہ سید جعفر علی ۲۷/رجب ۸۰۰ھ بغداد شریف

(۱۵) حضرت خواجہ داتا برحق علی قلندر ۲۱/ربیع الثانی ۹۴۰ھ پانی پت

(۱۶) حضرت خواجہ محمد حسن خان لقب گلزار شاہ ۲۱/ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ

(۱۷) حضرت خواجہ سید بیشک علی شاہ قلندر ۲۱/ربیع الاول ۱۱۴۰ھ

(۱۸) حضرت خواجہ سید کمال الدین ابدال پانی پتی ۲۷/رجب ۱۱۴۱ھ باندہ

(۱۹) حضرت خواجہ سید عبدالرزاق شاہ ۳/رجب ۱۳۴۷ھ پراگی تالاب باندہ

(۲۰) حضرت خواجہ سید قطب الدین شاہ مسعودی وارثی

۲-۳/جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ باندہ

(۲۱) حضرت مخدوم ملت حکیم سید محمد عظیم الدین شاہ قادری وارثی

۱۷/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ باندہ

(۱) حضرت سید معین الدین عرف منو میاں ۱۱ر رمضان ۱۳۵۲ھ تکیہ گلزار شاہ باندہ

(۲) حضرت سید شجاعت علی شاہ ۲۷ر رجب ۱۳۳۶ھ تکیہ گلزار شاہ باندہ

(۳) حضرت سید بصارت علی ۱۷ر ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ تکیہ گلزار شاہ باندہ

(۴) حضرت سید مدت علی شاہ ۵ر محرم الحرام ۱۱۸۶ھ تکیہ گلزار شاہ باندہ

(۵) حضرت سید غلام جیلانی ۳ر ذی الحجہ ۱۱۸۰ھ تکیہ گلزار شاہ باندہ

ملاحظات

کشف روحانی ________ حضور مخدوم ملت

تحفۂ عظیم ________ حضور مخدوم ملت

رہنمائے تصوف حصہ اول - دوم ________ حضور مخدوم ملت

رہنمائے عظیم ________ حضور مخدوم ملت

سارانش ________ کرشن پال ایم۔اے جھانسی یونیورسٹی

جلوۂ صابر ________ عبدالحکیم نوری

مصنف کی بعض اہم تصانیف

(۱) جلوۂ صابر

(۲) تحقیقی جواب

(۳) تاج الفحول حیات وخدمات

(۴) سیرت امام اعظم

(۵) نکاح وطلاق

(۶) غیر مقلدوں کے پانچ امام

(۷) تین معاصر اولیاء کرام

(۸) غیر مقلدوں کے سوالوں کا دنداں شکن جواب

(۹) غیر مقلدین اور عالم اسلام

(۱۰) محاسبہ

(۱۱) سوانح مخدوم ملت سید عظیم الدین وارثی

(۱۲) وسیلہ وشفاعت قرآن حدیث کی روشنی میں